الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

اردو ترجمہ کتاب

مناقب غوثیہ

تصنیف

مولانا مولوی حضرت شاہ فضل اللہ شطاری قدس سرہٗ العزیز

جسمیں

ہندوستان کے مشہور و معروف بزرگ سلطان العالمین شیخ الکاملین غوث الاسلام والمسلمین مفخر المشائخ والعارفین حضرت سید شاہ محمد غوث گوالیری قدس اللہ سرہٗ العزیز

کی

مختصر سوانح اور کشف و کرامت کا بیان ہے

جسے سید محمد ظہیر الحق ساکن احمدآباد نے ترجمہ کرایا۔ اور

ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ سے طبع ہوا

قیمت ۸/

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

اردو ترجمہ کتاب

مناقب غوثیہ

تصنیف

مولانا مولوی حضرت شاہ فضل اللہ شطاری قدس سرہ العزیز

جسمیں

ہندوستان کے مشہور و معروف بزرگ سلطان العالمین شیخ الکاملین غوث الاسلام والمسلمین مفخر المشائخ والعارفین حضرت سید شاہ محمد غوث گوالیری قدس اللہ سرہ العزیز

کی

مختصر سوانح اور کشف وکرامت کا بیان ہے

جسے سید محمد ظہیر الحق ساکن احمد آباد نے ترجمہ کرایا ۔ اور

ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ سے طبع ہوا

قیمت ۸ر

بود آن دم زہجرت نبوے	نہ صد و چہل و یک زسال قوی
نثر از ازدیاد و شوق تمام	کافی آمد برائے خاص و عوام

پہلی منقبت غوثیت اور اسکے ملایم کا بیان۔ دوسری منقبت ریاضات و مجاہدات کا بیان تیسری منقبت کشف و کرامات کا بیان۔ چوتھی منقبت دنیا کا ہونا اور اسکی چگونگی پانچویں منقبت حضرت پیر جہان شاہ ظہور الحق والدین کی وفات اور حضرت شاہ سید حمید الدین کو نعمت سونپنا اور اس کے ملایم کا بیان۔

منقبت اول در بیان غوثی

آپ حضرت سلطان العاشقین خواجہ فرید الدین محمد عطار کے نطفۂ دردناک و اصل پاک سے ہیں کہ یہ بھی کُلی شرط ہے کہ ہر ایک اپنی ذات و صفات سے اپنی اصل کی طرف جاتا ہے۔ ورنہ ایسی ابدی نعمت اور سرمدی دولت کسے ملا کرتی ہے جَو کے تخم سے جَو اور گندم کے تخم سے گندم ہی پیدا ہوتا ہے۔ بِنَاءُ الْفَاسِدُ فَاسِدٌ اس پر زبردست دلیل ہے الغرض آپ کے آباؤ اجداد صاحب تصرف و مالک نعمت گذرے ہیں چنانچہ جدّ حقیقی حضرت سید معین الدین قتال جونپور میں آسودہ ہیں۔ اور آپ کے والد ماجد پیر جہان حضرت سید خطیر الدین کھٹیرہ میں آرام گزین ہین۔ اور ان کی مثل آپ کے اور بزرگ بھی ہیں جو اپنے شرف حال کیوجہ سے بہت زیادہ مشہور ہین۔

اور قدوۂ ارباب نعمت حضرت خواجہ فرید الدین محمد عطار نے جو کچھ از روئے کشف فرمایا تھا وہ یہ ہے کہ میری پشت سے ساتوین کرسی میں ایک شخص میری مثل پیدا ہوگا۔ اور وہ

اپنے زمانہ کا شیخ ہوگا (چنانچہ آپ کا نسب نامہ یہ ہے؛ از مترجم)

حضرت سید محمد غوث شطاری العطاری قدس سرہ العزیز۔ ابن سید خطیر الدین ابن سید عبد اللطیف ابن سید معین الدین قتال ابن سید خطیر الدین ابن سید بایزید پارسا ابن خواجہ سید فرید الدین محمد عطار ابن سید ابراہیم واصل ابن سید محمد صادق ابن سید فضائل ابن سید نجم الدین عبد اللہ ابن سید ابو الخیر رکن الدین ابن سید تقی الدین علی ابن سید ابو النور الخالد ابن سید نجم الدین عبد الرحمن ابن ابو الفتح محمد ابن سید ابوبکر ابن سید عبد اللہ ابن سید اسمٰعیل ابن سیدنا امام جعفر صادق ابن حضرت امام محمد باقر ابن حضرت امام زین العابدین ابن حضرت سید الشہدا امام حسین ابن حضرت سیدنا امام علی کرم اللہ وجہ و رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز حضرت خواجہ فرید الدین عطار قدس سرہٗ کا ارشاد یہ بھی تھا کہ) وہ حضرت رسالت پناہ کا دین تازہ کرے گا۔ چنانچہ سرور عالم حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و اکمل التحیات کا صحیح قول عالم میں مشہور ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ فِی اُمَّتِیْ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا اللہ تعالیٰ میری امت میں ہر سو برس پر ایک شخص پیدا کرے گا جو دین کی تجدید (یعنی اصلاح) کریگا۔ آپ بشارت کے مطابق ساتویں کرسی میں ظہور پذیر ہوئے سچ ہے السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ سعید اور شقی ماں کے بطن مین ہوتا ہے۔ از مؤلف

کسے کز اول بودہ است منتہی	نباشد یقینش گہے مبتدی
سعادت کہ صورت گرفتہ است جائے	ہمیشہ بدانش بود نیک رائے

آپ کی خورد سالی و طفولیت سے آپ کے طالع کے آثار و انوار درخشان و منور تھے آپ کے آباؤ اجداد جس جگہ متوطن تھے وہ ولایت غازی پور ہے اسمین ایک مقام کھٹیرہ

عرف ظہور آباد ہے۔ وہاں آپ متوطن تھے۔ جب آپکی عمر بارہ سال کی ہوئی طلب خدا میں گھر سے نکلے اور سفر کی مشقتیں برداشت کرتے ہوئے جونپور تشریف لائے۔ اور قاضی صدر جہاں کے مکان میں مقیم ہوئے جو اس زمانے میں جونپور کے حاکم بھی تھے کچھ مدت وہاں قیام کرکے علمی تحصیل کی اور جب کافیہ وغیرہ تک عبور حاصل کرلیا تو اس کو کافی سمجھکر وہاں سے آگے بڑھے کہ طلب خدا دلمیں غالب ہو رہی تھی اور عشق آلہی کی شورش جوش زن تھی اس وجہ سے علم ظاہری کی زیادہ پروا نہ کی اور اتنا ہی کافی سمجھا مگر علوم باطنی ولدنی کے کمال نے آپ پر سب کشف کردیا تھا کہ جس علم میں ضرورت ہو درس دینے کی قوت رکھتے تھے چنانچہ آپکی تصنیفات مشہور ومعروف جہاں ہیں۔ (اس زمانہ میں) حضرت غوث الاسلام روزانہ اپنے جد بزرگوار کی زیارت کو جایا کرتے اور ہمیشہ طلب حق میں مشغول ومتوجہ اور استعانت کے طالب رہتے۔ ایک روز غلبۂ عشق میں تمام شب مزار مبارک پر رہے۔ اس رات کی صبح کو بشارت ہوئی کہ بابا محمد جاؤ صدیقی کی کفش برداری کرو اور ان کی خدمت بجالاؤ کہ جو انواع واقسام کے انعام جمع ہو چکے ہیں ان کا ظہور ہو۔

جب آپ نے یہ بشارت پائی۔ جونپور سے روانہ ہوکر گورا ایک مقام کے نام میں آئے اور حضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست کی خدمت سے مشرف ہوئے اور ایک زمانہ دراز تک یوں گذاری کہ ایک پیراہن در بر و کلاہ بر سر برہنہ پا۔ پانی بھرنا اور مطبخ پکانا اسطرح اپنا کام سختہ کر رہے تھے۔ کچھ روز اس خیال میں رہ کر مقام تجرید سے ترقی کرکے منزل تفرید میں قیام کیا جو انتہائے درویشی ہے

بالآخر یہاں سے بھی سفر اختیار کیا اور ولایت کالنور میں پہونچے باوجود ان منازل ومدارج عالی کے اس امید پر کہ رخ سعادت کا دیدار اور مقصود حقیقی کا وصال میسر ہو دربدر

کو بکو سفر گزین تھے سچ ہے خورشید حقیقی کے طالب کو آرام سے کیا غرض کہ اَلسُّکُوْنُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَاءِ مگر یہ چمک اور تڑپ ولایت اجل کی شعاعوں سے ظاہر ہوتی ہے جو حضرت کے قلب مبارک میں جلوہ گر تھی ہر بوالہوس کو یہ نعمت میسر نہیں ہوتی ہاں جس کو خود وہ جل جلالہ صراط مستقیم کی طرف کھینچے۔ یَهْدِی اللّٰهُ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ۔

الغرض آپ ایک شہر میں وارد ہوئے جسکے قریب پہاڑ پر کوئی کامل درویش مقیم تھے۔ ساکنان شہر نے یہ قصہ سنایا کہ یہاں ایک ایسے فقیر کامل وواصل باللہ سکونت رکھتے ہیں کہ کسی دوسری جانب ہونگے وہ خود کو خلق سے دور رکھتے ہیں لیکن کبھی کبھی چوکیدار یا ہیزم کش کو نظر آجاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ملاقات کا ارادہ کرتا ہے پتہ نہیں چلتا نہ معلوم کہاں غایب ہو جاتے ہیں۔ حضرت غوث العالم نے درویش کا یہ واقعہ سنا تو پہاڑ پر جانیکا قصد کیا اور دل میں یہ عزم جزم ٹھان لیا کہ آج رات کو اس پہاڑ پر رہونگا شام کا وقت قریب تہا کہ روانہ ہوکر بالائے کوہ پہونچے۔ دور سے نہایت ہی لاغر نحیف اور ضعیف آدمی نظر آیا جس کی پیشانی سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے اثر سے چمکدار و پر انوار ہو رہی تھی۔ آپ نے انوار ولایت و آثار کرامت دیکھکر یہ خیال کیا کہ شاید یہی وہ بزرگوار ہیں جنکے مناقب سننے میں آئے ہیں فوراً قریب جاکر سلام عرض کیا۔ اور باادب دست بستہ کھڑے ہوگئے کہ اَلتَّصَوُّفُ کُلُّهٗ اَدَبٌ اس وقت وہ بزرگ نماز میں مصروف تھے فارغ ہوکر نہایت تعظیم وتکریم سے کہ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰهِ اور شفقت بے انتہا سے کہ اَلشَّفَقَةُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰهِ (اخلاق وکمال انسانیت کے اوامر سے ہے) بغلگیر ہوکر قریب بٹھاکر فرمایا خوش آمدید۔ خوب آئے اور بروقت آئے کہ میں بھی آپ کے انتظار میں تہا

کیونکہ مجھکو خدائے برتر نے مقام غوث بخشا ہے اور اب میری دنیاوی عمر تمام ہو چکی ہے۔ حکم ہوا تھا کہ فلان وقت اس شکل و شمائل کا ایک مرد آنیوالا ہے تم انکو یہ درجہ غوثیت سپرد کر دینا سے عالم بقا کی جانب آجاؤ۔ بحمدہ کہ حق تعالیٰ نے آپ کو پہنچایا اب آپ اس وقت تشریف لیجائے اور آپ اس نعمت لازوال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان بزرگوار کے فرمانے کے مطابق پہاڑ پر سے شہر میں واپس تشریف لائے اور کسی جگہ پر قیام کیا صبح کو دوسرے روز پہاڑ پر پہونچے تو وہ بزرگ نماز میں تھے فارغ ہو کر سجدہ میں گئے اور پھر نہ اُٹھے جان جان آفرین کے سپرد کی۔ امانت امانت کے اہل کو پہنچائی۔ سچ ہے اُن کے عاشق اسی طرح جان فدا کرتے ہیں کہ ملک الموت درمیان نہیں ہوتے۔

آپ نے چند ساعت توقف فرما کر تجہیز و تکفین کا تمام سامان مہیا کیا اور مراسم ضروریہ ادا کر کے اسی پہاڑ پران کو دفن کر دیا۔ یہ سب سے پہلی بشارت تھی جو حضرت غوثیت مآب کو ملی۔ آپ وہاں سے واپس ہو کر دوبارہ مقام گور میں حضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست کے پابوس و حضوری سے مشرف ہوئے۔ اور آپ سے ارادت کی توجہ کی اگرچہ آپ معنی کے اعتبار سے اپنے وقت کے کامل و اکمل پیر ہو چکے تھے اس وقت حضرت شاہ صاحب نے فرمایا تمہاری ارادت حضرت حاجی حمید الدین کے دست خاص پر مقرر ہے۔ اب سارن پور جاؤ اور اظہار کا تمغہ پاؤ۔ حضرت شاہ صاحب سے رخصت ہو کر تھوڑی مدت میں آپ سارن پور پہونچے اور حضرت پیر جہان شاہ ظہور الحق والدین حاجی حمید الدین کی پابوس حاصل کی اور آپ کی اکسیر اثر نظر سے شرف پایا کہ شرف کونین اور نعمت دارین کا حصہ آنحضرت سے تھا بیشک ازلی حصہ ابد میں رکھا جاتا ہے اور جس جگہ ہوتا ہے وہیں سے پہونچاتے ہیں۔

الغرض حضرت پیر جہاں نے بہت مہربانی فرمائی اور فرمایا کہ تم کون ہو کہاں سے آتے ہو اور یہاں کس غرض سے آئے ہو حضرت غوث العالم نے تمام حال و احوال عرض کیا کہ گور سے آرہا ہوں اس سے قبل حضرت شاہ ابوالفتح کی خدمت میں تھا اور ارادت کے خیال سے یہاں پہونچا ہوں اگرچہ حضرت بھی جملہ احوال سے باطن میں خبردار تھے کہ کشف و کرامات میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے لیکن دریافت کرنے میں بھی ایک بھید تھا کہ وہ بھی جانیں چنانچہ یہ بیچارہ (مولف) آنحضرت کے چند اوصاف حقیقت بیان کرتا ہے اگرچہ ان کا بیان ایسا ہی ہے جیسے تشنہ لب کا دریا کی حقیقت بیان کرنا یعنی حد سے فزون ۔ در مدح سلطان الموحدین حضرت شیخ ظہور الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز

چہ گویم در کمال پیر اکمل	کہ بود او در حقیقت حق مکمل
ظہور الحق نامش ہست اعیاں	صبور الحق وصفش گشت شایاں
موحد مرشدی با حق واصل	کلید دل کہ ویرا بود حاصل
کہ عمرے داشت یکصد شصت سالہ	توکلش بر توکل شد حوالہ
نشد گاہے بچندین عمر میلے	بخواہش ہیچ بر درگاہ مولے
بہار اتا بتے اوداشت بر حق	کہ محتاجی فقیری رانہ بر حق
چنین حال از بدایت تا نہایت	میسر گشت آن ہم از عنایت
تصرف دین و دنیا بر دہاں بود	کہ صاحب نفس و نظرش کیمیا بود
ہر آنکو پرورش از نظر او یافت	بقا شد زندگانی از فنا خاست
بسے عارف دراں رنجور بودند	بسے عاشق کہ از خود دور بودند
سخن بر جشش میسر گشتنی نیست	کمال آن مکمل گفتنی نیست

کہ در سلکش بسے مقبول بودند	بسے در عشق ہم مقتول بودند
در اوصاف کمالش کمتر این بود	ہر آن کو دید روشن گشت مشہود
زہینی از زبان قاصر چہ گوید	کہ طالب آب از دریا چہ جوید

فی الجملہ پابوسی کے شرف کے بعد حضرت پیر جہاں کا فرمان ہوا کہ اگر ارادت کا خیال ہے اور اسی غرض سے یہان آئے ہو تو اس درویش کی ایک کتاب (یعنی خط) بندگی حضرت شاہ (ابو الفتح) کی خدمت مین پہنچا کر جواب لاؤ اسوقت تم کو بعیت کر کر سلک ارادت مین لاؤنگا حضرت غوث العالم نے کہ سعید دارین و مستعد کونین تھے راہ کی جور و جفا کو ابدی نعمت سمجھکر اطاعت کا اقرار کیا کہ جو آپ کا فرمان ہو قبول ہے۔ الغرض کتابت لیکر وہاں سے روانہ ہوئے یہانتک کہ دوبارہ (مقام) گور مین پہونچے اور حضرت پیر جہاں کی کتابت حضرت شاہ کی خدمت مین پہنچائی اور جواب حاصل کر کے وہاں سے روانہ ہوئے اور حضرت پیر جہاں کی پابوسی سے مشرف ہوئے اور کتابت کا جواب پیش کیا حضرت پیر جہاں کچھ دیر تک حضرت غوث جہاں کا چہرہ دیکھتے رہے اور فرمایا کہ شیخ احمد اس بچہ کو پہنچانتے ہو شیخ احمد حضرت کے خادم تھے انہون نے کہا جو حکم فرمایا کہ یہی وہ بچہ ہے جو حضرت رسالت پناہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تہا - اور اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت پیر جہان قدس اللہ سرہٗ العزیز بحر و بر کے سیاح تھے اور ایکسو ساٹھ کی عمر رکھتے تھے تمام عمر توکل و مسافرت میں گذاری کبھی کوئی چیز دنیا سے قبول نہیں کی آپ حضور تھے - اگر آپ کے سفر و توکل اور مقامات درویشی کا تذکرہ لکھا جائے تو یہ ایک بڑی کتاب ہو جائے گی گر اس جگہ ضروری مختصر کر کے بیان کرتا ہوں کہ

فی الجملہ تیئس سال حضرت رسالت پناہ کی مجاورت مین گذر گئے اور توکل و قناعت سے کسی سے کوئی چیز قبول نہ کی اور یہ بات وہاں پر آسان نہیں۔ کیونکہ مدینہ کی معاش کی تنگی اور مکہ کی گرمی مشہور ہے۔

اس مدت کے بعد حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ حاجی حمید الدین ہندوستان کو جاؤ کہ وہ ملک تم کو سپرد کردی اور اس اقلیم کا تم کو پیر بنایا جب سرچشم عالم و عالمیان سے ایسی بشارت پائی آستانہ متبرکہ کو بوسہ دیکر وہاں سے روانہ ہوئے تھوڑی مدت میں بیت المقدس پہونچے اور ایک مقام میں مشغول ہوئے لیکن گذشتہ ایام اور عمر کے آخر پر متاسف تھے اور یون متفکر تھے کہ ایکسو ساٹھ سال کی مجکو عمر ملی لیکن اس مدت حیات دراز میں کوئی مرید یا فرزند ایسا ظاہر نہ ہوا کہ جہاں میں میرے بعد میری یادگار ہوتا - دماغ میں اسی قسم کے خیال حسرت پیدا کر رہے تھے اور آپ آنکھ بند کر کے مشغول تھے اسی عالم میں حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ دونوں کے ہاتھوں میں کاغذ کا ایک قطعہ تھا جس پر ایک ایک صوفی کی تصویر تھی وہ کاغذ حضرت پیر جہاں کے سامنے کر کے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاجی حمید الدین تم اپنے خیال میں کسی فکر کو راہ نہ دو اور یہ سر خود پر کشادہ کرو کہ یہ دو صوفی حق تعالیٰ کی درگاہ سے تمہارے واسطے ہدیتاً لائے گئے ہین کہ دنیا میں تمہارا نام ان سے ہوگا اور قیامت تک تمہارا سلسلہ ان سے جاری رہیگا - جب یہ معاملہ دیکھا اور ایسی بشارت پائی باری تعالیٰ کا شکریہ بجا لا کر وہاں سے روانہ ہوئے اور چند مدت کے بعد ہندوستان کی ولایت میں پہونچے اور ہندوستان

ہین ایک مقام سارن پور میں ایک درخت کے نیچے چند سال اس طرح مشغول رہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور نہ قدم اٹھایا۔ یک چتر نے بر سر اور یک ابریق برابر دل میں حَسْبِیَ اللّٰهُ زبان پر نَتَوَکَّلُ عَلَی اللّٰهِ جو کچھ پیش آتا اس سے گذرتے رہے وسعت دل وجمعیت خاطر بیشک آدمی کی قیمت اس کی ہمت ہے قِیْمَةُ الْمَرْءِ هِمَّتُهٗ ایسا کام ہر بوالہوس کے ہاتھ سے نہیں ہوسکتا۔ کہ ایسی دولت پائے اور روئے سعادت کا دیدار کرے۔

الغرض آپ نے خواجہ احمد کی طرف مخاطب ہوکر یہی اشارہ فرمایا تھا کہ میں اس بچہ کو پہچانتا ہوں۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تھا بعد ازاں حضرت پیر جہاں نے حضرت غوث العالم کو سلک بیعت میں منسلک کیا اور وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ کے شرف سے مشرف فرماکر قبول فرمایا اور مرید کیا ارادت کے چند روز بعد تک اپنی خدمت میں رکھا اور آبکشی ومطبخ پکانے کا حکم فرمایا۔ چونکہ حضرت اہل قبول سے تھے ہر امر میں اطاعت کرکر جو کام ہوتا اس کو انجام کو پہنچاتے تھے بیشک ازلی کامل کو ابد کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اسی طرح ازلی ناقص کو ابد میں روئے سعادت نظر نہیں آتا۔ بیشک بالکل سچ ہے۔ آنرا کہ بداوند بداوند بداوند و آنرا کہ نداوند نداوند نداوند۔

یہ سب کچھ پہلی ساعت سے ہے کہ آخر میں نظر آتا ہے اور یہ حصول تحصیل باطن سے ہے جو ظاہر ہو جاتا ہے بعد ازاں حضرت غوث العالم کو جامہ خلافت پہنا کر رخصت فرمایا اور حکم فرمایا کہ میاں محمد غوث یہاں سے جاکر قلعہ چنار کے مقام میں مشغول ہو اور ریاضت میں ثابت قدم و مردانہ رہو دوسری مرتبہ غوثیت کی بشارت اس طرح ہوئی کہ اول تو پیر دستگیر خود سے اس خطاب سے مخاطب ہوئے۔ بعد اس کے

پیر دستگیر کے حکم سے اس جا سے روانہ ہوئے اور مسافرت کرتے ہوئے کچھ مدت کے بعد قلعہ چنار میں پہونچے اور اس جگہ دروازۂ قلعہ کے اوپر جسکو کٹر کی کہتے ہیں اور وہ اسی نام سے) مشہور ہے اس دروازہ میں ایک حجرہ ہے اس میں آٹھ سال چند ماہ خلوت میں مشغول رہے۔ بعد ازاں کسی دوسرے پہاڑ میں خلوت میں پانچ سال مشغول رہے۔ اس کا ذکر آئندہ آتا ہے منجملہ چند سال وچند ماہ خلوت میں ایسے گذارے کہ مدت مذکور میں کبھی آفتاب نہ دیکھا اور مشہور ہونا اور غوثیت کے خطاب کا ظہور مطلق ہونا اسی خلوت سے ہے۔ اور یہ حکایت اسی مضمون کی ہے کہ جب اس خلوت میں مجاہدات وریاضات بہت زیادہ اختیار کئے تو اکثر خلفا و مرید صاحب نعمت ہوئے منجملہ ایک شیخ احمد دانا تھے۔

اس مقام میں حضرت غوث الاسلام کے حجرہ کے قریب چند نگاھبان رہتے تھے جو پاس دچوکی رکھتے تھے ایک شمشیر اور ایک نیزہ ان کا اس مقام میں رکھا ہوا تھا۔ شیخ احمد دانا نے عشق کی مستی سے بیخودی وسکر کے عالم میں وہاں سے وہ تیغ و نیزہ اٹھاکر قلعہ کے اوپر سے دریائے گنگا میں پھینک دیا جب وہ شخص واقف ہوا تو فریاد کناں حضرت غوث العالم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ شیخ احمد دانا نے شمشیر و نیزہ اس مسکین کا دریائے گنگا میں پھینک دیا یہ واقعہ سنکر آپ کو غصہ آیا اور چند شخصوں کو حکم کیا کہ دوڑ کر جائیں اور شیخ احمد دانا کو پکڑ کر لائیں جب وہ آئے تو آپ نے بہ نظر تیز ان کو دیکھکر فرمایا کہ تو نے یہ کیسی عجلت کی اور اس ضعیف پر بوجہ رنج ڈالا۔

شیخ احمد دانا نے آپ کو غصہ میں دیکھکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام اشیاء لاکر حاضر کروں ارشاد ہوا ہاں ابھی لیکر آؤ اور بہت جلد آؤ شیخ احمد دانا کو سب نے دیکھا کہ بالائے

حصار سے یا غوث کہکر دریا میں گرے - اور یہ کہتے ہوئے پانی میں غرق ہوگئے کہ یا حضرت ہماری امانت جو تیرے پاس ہے دے چند لمحوں میں یا غوث کہتے ہوئے دریا سے باہر آئے اور تمام اشیا بجنسہ موجود تھیں - حضرت شیخ احمد دانا متواتر یا غوث یا غوث کے نعرے لگا رہے تھے کہ ان کی آواز سے دشت وجبل گونج اٹھے مگر وہ خاموش و فراموش نہ ہوئے یہاں سے آپکی شان غوثیت عالم آشکار ہوئی جو اظہر من الشمس ہے -

دوسری منقبت ریاضت و مجاہدے کے بیان مین

جب حضرت غوث الاسلام والمسلمین حضرت پیر جہان رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واجازت کا شرف پاکر رخصت ہوئے - تو قلعہ خیار میں جاکر ریاضت و مجاہدے میں مشغول ہوئے - مگر بموجب وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کے جو آتا اس کو بعیت میں قبول کرتے اور وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کی بنا پر طالب کو منزل مقصود پر پہنچاتے لیکن ہر شخص میں وہ اثر ظاہر نہیں ہوتا تھا فرماتے ہیں ریاضت و مجاہدے سے قبل مرید کرنے میں تہی دردسری و مشقت پیش آتی ہے کہ تحریر و تقریر اسکے بیان سے عاجز ہے ایک روز اکثر خلفاء و خدام حاضر تھے اور یہ فقیر بھی حضوری سے مشرف تہا - فرمانے لگے آج سے کسی کو مرید نہ کرینگے اور مجاہدے و ریاضت میں اسی روز سے زیادتی فرمائی وَجَعَلْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ کے موافق کہ فرمان محبوب سبحان ہے شب و روز خلوت میں گذرنے لگی اگر کوئی آتا تو منع فرمادیتے -

الغرض یہاں تک محنت شاقہ برداشت کی کہ لبا اوقات آفتاب کی صورت بھی نہ دیکھنے میں آتی تھی ایک دن اسی فکر میں متفکر بہ لب طاول و بسیط باطن چشم بند

محو و مشغول تھے ایک مرتبہ معاملہ مین دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ زبان گوہر افشان ارشاد فرماتے ہیں - اے میاں محمد غوث بارگاہ رسالت سے فرمان ہوا ہے کہ تم اَلْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ بَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَ خَلْقِہٖ کے عہدہ میں صحیح ہو چکے ہو اور اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ کے رسالے میں جگہ پائے ہوئے ہو اور وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ کے امام ہو چکے ہو - اس سے باز آکر مخلوق کو بعیت یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ میں شمار کرو اور عالم حقیقی کا فائدہ سب کو پہنچاؤ ہر جزو کل کے دل کی کلید اور استعانتِ باطنی تم کو بخشی گئی ہے - اور غوثِ وقت کا مقام تم کو عنایت کیا گیا ہے دونوں حضرات رضوان اللہ علیہم کا یہ ارشاد سنکر عرض کیا کہ اگر آپ کے طفیل سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار فیض آثار حاصل ہو اور خود حضور ارشاد فرمائیں تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ دونوں بزرگوار رضی اللہ عنہما نے اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر سید کونین کی حضور میں پہنچا کر سب حال عرض کیا ارشاد ہوا تو غوث وقت ہے - جاؤ خلق کی ہدایت اپنا پیشہ اور عالم باقی کا فائدہ اپنے اوپر لازم سمجھو اس کے بعد سے تم کو کسی قسم کی تشویش لاحق نہ ہوگی اور تمہارا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا - اور جو دل سے تمہاری بعیت میں آئے گا ہمارا اور درگاہ خداوندی کا مقبول ہے -

آپ فرماتے ہیں - جب اس معاملہ سے فارغ ہوا اور اس شرف سے مشرف ہوا خیال ہوا کہ کسی شخص کو بعیت کرنا چاہیئے کہ اس حال کی تاثیر کا معائنہ ہو اسی فکر مین تھا ناگاہ ایک شخص بعیت کی طلب میں حاضر ہوا مجروں نے اطلاع کی اس حال و اس غرض کا ایک شخص حاضر ہوا ہے فوراً اسکو طلب کر کر بعیت ارادت میں داخل کیا کہ اپنی مراد کو مرید کے آئینہ میں دیکھوں - الغرض جب باطن کے آئینہ میں اس کا مشاہد

کیا تو دیکھا کہ مرض قدیم کی جگہ روئے صحت نمودار ہوا اور کسی قسم کی پیشینہ تشویش بھی نہ ہوئی اس کے بعد سے جو کوئی سلک ارادت میں منسلک ہوا سعادت ابدی سے محروم نہ رہا اور ہر مرید کی ذات میں تاثیرات پیدا ہونے لگی یہانتک کہ صوری بھی فائز ہوتے تھے چہ جائیکہ معنوی جس کو سعادت کونین ملتی ہے اور اس فیض اثر صحبت سے انتہائی مراد کو پہونچتا ہے یہیں سے سمجھ لینا چاہیئے کہ جب تک کان کھودی نہ گئی ہو گھر نہیں نکلتے اور جب تک غواصی نہ کی جائے دریا سے دُر نہیں نکلتے جب تک بساط عالم و بسیط زمین میں پراگندگی نہیں ہوتی میوہ جات حاصل نہیں ہوا کرتے کیا خوب فرمایا جس نے فرمایا کہ ؎ اگر ژالہ ہر قطرۂ در شدے ؛ چو خرمہرہ بازار از دُر شدے سچ ہے کہ یہ ہر شخص نہیں پا سکتا اور ہر دل کو ایسی نعمت نہیں ملا کرتی جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام خلیفہ مطلق ہیں کہ آپ کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا مگر جب تک راحت جنت سے جُدا اور رنج میں مبتلا نہ ہوئے تھے کثرت میں نہ آئے تھے اور نہ مظہر حقیقت کا ظہور ہی ہوا تھا اس قبل نہ انسان کامل کی تکمیل ہوئی نہ ظہور حالانکہ حقیقت میں سب کچھ تھا کیونکہ مظہر عالم بے حکمت امکانی اور معلوم علم بغیر کثرت تعلیم رانی میسر نہیں ہوتا دراصل یہ رکن اس کی حکمت کے محکمہ سے محکم تر ہوتا ہے اور اسی سے حکیم نام پا کر اپنا حکم جاری کرتا ہے یہاں کس کی طاقت ہے کہ دم مارے یا چون و چرا کرے۔ اسی مضمون کی ایک حکایت یاد آئی حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جنکی بات بے زادوں کے لئے زاد (یعنی توشہ راہ) اور آزاد خاطر کے لئے سامان تسکین ہے ایک شخص نے آکر کہا کہ فلاں شخص بالکل آ[illegible] لباس پہنتا ہے فرمایا اگر بایزید کے کام نہیں کرتا تو فقط جامہ اس کو بایزید

نہیں بنا سکتا بیشک علو درجات کے لئے ضرورت کار ہے نہ گفتار کہ مقبل و مدبر میں بہت فرق ہے اسی واسطے فرمایا ہے اَلْکَاسِبُ مُوْرِثُ الْمَوَاهِبِ نشان دولت و برہان نعمت صرف کار ہے چنانچہ یہ بات حضرت غوث الاسلام والمسلمین کے واقعات پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو جائیگی کہ آپ نے یہ تمام دولت مجاہدے و ریاضت سے پائی اور یہ نعمت عالم تجرید و تفرید سے ہاتھ آئی ورنہ کہاں وہ رنج و محنت ابتدائی اور کہاں یہ گنج و نعمت انتہائی۔ جب تک تخم نہ بویا جائے پھل نہیں نکلتا۔ اسی طرح جب تک سر قربان نہ کیا جائے عشق حاصل نہیں ہوتا۔

المختصر مجاہدوں کا یہ بیانِ جزوی ہے پورا نہیں ورنہ کُل کیواسطے ایک دفتر کی ضرورت پڑتی ایک روز یہ فقیر مجلس شریف میں حاضر تھا کہ ریاضت کے متعلق گفتگو نکلی۔ ارشاد فرمایا کہ بارہ۱۲ سال سے جو غذائیں لازمہ نفس ہیں ترک کر دی ہیں یہانتک کہ اگر سرد پانی کی خواہش ہوئی تو گرم اور گرم کی جگہ سرد ایک دفعہ دو خیال ایک ساتھ پیدا ہوئے جنکا پہچاننا اور سمجھنا دشوار ہو گیا اسمین متامل و متفکر تھا کہ ایک طالب علم کوئی کتاب لیکر آیا میں نے کھولکر دیکھا تو لکھا پایا کہ اگر سید اور پھول دونوں بیک وقت سامنے آئیں تو کس پر درود پڑھا جائے۔ جواب یہ تھا کہ اگر سید عالم و فاضل اور خوبصورت و خوش سیرت اور مرغوب ہو تو درود کا حکم اسپر ہو گا ورنہ اگر گل حُسنِ ملیح و خوشبو میں فایق ہے تو اس پر یہ پڑھکر مینے خطرہ کا فرق سمجھ لیا اور آسانی سے ایک پر عمل پیرا ہوا۔

اسی مجلس میں ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ اسی خلوت میں نفس کثرت ریاضت و مجاہدے سے عاجز ہو رہا تھا کیونکہ زمانہ سے آب و دانہ بند تھا چند سال کے دانہ

(ایک قسم کا غلّہ) وہاں پر پڑے ہوئے تھے اُن پر راضی ہوگیا اور کہنے لگا کہ کم از کم یہی عنایت ہو میںنے کہا میں تجھکو ہرگز ندوں گا اور جھڑک کر کہا اگر تجھ سے ہو سکے تو کہانے۔ اگر تجھے بھوک کی خواہش بیچین کر رہی ہے تو مجھ سے جدا ہو اور کھالے۔ اِسی گفتگو میں آنکھ بند کر کر مشغول ہوا ناگاہ میںنے دیکھا کہ ایک کور موش (یعنی اندھا چوہا) میرے زانو کے نیچے سے نکلا ہے اور ان کو کھاتا ہے میںنے اٹھکر مارنا چاہا تو کود کر خود مجھ میں غایب ہوگیا ہاں وَالْكُلُّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ ظاہر اور سب پر ثابت ہے یہ کام ہر فضولی کا نہیں اے طالبان راہ حقیقت خوب سوچ سمجھ لو اگر نفس کے جہاد میں مشغول ہو تو یہاں تک کوشش کرو کہ اسکے لحاظ سے کسی قسم کی ہوا بھی نہ پہونچے کیوں کہ حق اور بندہ کے درمیاں بھی مثل سدّ یاجوج کے ہے جیسے کہ صریح خاص نبی اور ولایت نبوت کے استحکام کے واسطے مخصوص ہے وَاَقْرَبُ اِلَی بِعَدَاوَةِ نَفْسِكَ ما اور اس کی رستگاری پر کلام مجید اور فرقان حمید میں اشارہ موجود ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ جنہوں نے اپنے نفس کو بخل سے بچالیا وہی فلاح پانیوالے ہیں اور یہ ہر شخص پر لازم و ضروری ہے کسی کو خود کو اس کار اہم سے فارغ نہ بیٹھنا چاہیئے لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں اس پر قادر ہونا راہ دور دراز کا طے کرنا ہے مگر پھر بھی اپنے امکان و اپنی طاقت کے موافق اس کے عاجز کرنے میں کوشش کرنی لازمی ہے کیونکہ دشمن قوی اور وقت کے غارت کرنے کے درپے ہے یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ جس طرح نفس عامل کے زیر فرمان ہوگا اسی مقدار کے موافق عامل کا حکم عالم میں نافذ ہوگا اور درویشی تصرف کا نکتہ اسی کے سمجھنے پر موقوف ہے اس کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے کہ آسانی ہو یہ کوئی

مبہم معمّہ یا تشبیہ نہین بلکہ نہایت واضح سمجھا دیا گیا ہے جسوقت طالب جہاد نفس مین مشغول ہوتا ہے تو اس کے کچھ علامات و آثار ظاہر ہوتے ہیں کبھی شغل میں جب آنکھ بند ہو یا معاملہ میں دیکھتا ہے کہ ایک مسکین و عاجز و درماندہ شخص ہے جو اٹھ نہیں سکتا یا کوئی گھوڑا یا فیل وغیرہ جسکے صرف استخوان رہ گئے ہیں اور اس پر بھی خارش وغیرہ غالب ہو رہی ہے اور وہ سامنے بندھا پڑا ہے یا کوئی قریبی رشتہ دار مرض یا جان کندنی کی حالت میں ہے اِسی قسم کے اور بھی امثال ہیں جنکا سمجھنا اسی وقت پر موقوف ہے ورنہ دشوار ہے اور اگر ان مثالوں کے خلاف دیکھے جیسے فربہی اور سرکشی یا عداوت و بغض میں خود کو بے قوت و عاجز دیکھے تو سمجھ لے کہ ابھی ملتوی ہے۔

لہذا اس کے علاج میں کوشش کرنی چاہیئے یہانتک کہ اصل کار ظاہر ہو اگرچہ بعض لوگ جو اس راہ کے جانیوالے ہیں جہاد نفس میں مشغول ہو کر سخت ریاضتیں برداشت کرتے ہیں لیکن اگر انھوں نے کسی مرشد کامل سے یہ دولت حاصل نہیں کی ہے تو یہ صور و اشکال ظاہر نہیں ہوتے کیونکہ اکثر بغیر مرشد کے ریا نہیں چھوٹتی اور حب و جاہ و عجب نہیں ہٹتی ایسے میں اگر بکثرت ریاضت کرے تو بھی کوئی ثمرہ حاصل نہیں ہوتا جیسے کہ زمین شور میں تخم ریزی سے فائدہ حاصل نہیں اصل میں اس راہ کا ایک کلیہ قاعدہ یہ بھی ہے کہ خود کچھ بھی نکرے جو کچھ کرے وہ پیر و مرشد کے ارادت و فرمان کے مطابق تا کہ مراد دلی سے ہمکنار ہو اور الارادة ترك الارادات والخروج عن العادات کو اپنے اوپر لازم سمجھے جیسا کہ فرمایا ہے اور یہ قسم بہت کم ہے بلکہ عدم اور مفقود کہ مرید بے مراد تو حق تک پہونچ سکتا ہے لیکن با مراد کسی جا نہ پہونچے۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت غوث کی مجلس عالیہ میں گفتگو ہوئی اسوقت یہ فقیر بھی حاضر

تھا فرمایا کہ ابتدائے سلوک میں بے شمار ریاضت و مجاہدے اور محنت برداشت کی اور بہت زیادہ رنج و مشقت اٹھائی لیکن جو کچھ ثمرہ ایک سال میں حاصل ہوا تھا وہ حضرت پیر جہان کی خدمت سے ایک ساعت میں ملگیا اسی وجہ سے مرید کو پیر کی ارادت لازم ہے دوسرا یہ کہ اس راہ کے رہبر کو ضروری ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا پر عمل پیرا ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد پاک ہے پس حاصل یہ ہوا کہ مرنے سے پہلے بامرادی حاصل نہیں ہوتی اور مرنا دو طرح پر ہے ایک اپنے ہاتھ سے ایک دوسرے کے ہاتھ سے ان دونوں قسم پر شرعی مسئلہ ظاہر ہے کہ جو اپنے ہاتھ سے مرتا ہے وہ مردار ہے۔ وَلَا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ نبی کا فرمان ظاہر ہے اور دوسرے کے ہاتھ سے مرنیوالا شہید ہوتا ہے ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون فرحین یعنی اگرچہ صوری موت ظاہر ہو جاتی ہے لیکن معنی کے اعتبار سے وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے رزق پاکر خوش ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ رزق کیا ہے وہ فرحت اور مشاہدہ انوار عالم قدس اور معائنہ غیب ہے اور بزرگانِ سلف کی مراد ان تین مدارج سے ہے۔

سیر الی اللہ سیر مع اللہ سیر فی اللہ اُن کا مفصل بیان آیندہ ہوگا ابھی پہلی منزل کا مجملاً ذکر جس کو سیر الی اللہ کہتے ہیں یہ ہے کہ مرید کسی صدیق کا ارادتمند ہو اور اپنی خواہشوں اور ارادوں کو بالکل مردہ کردے تاکہ موتوا قبل ان تموتوا اس کو حاصل ہو اور جب یہ ہوگیا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ دوبارہ مرنا نہیں یعنی حیات ابدی کی بخشش سے فائز المرام ہوکر بقائے حق میں باقی اور اُن اولیا اللہ کے زمرہ میں اس کا نام مندرج ہوگا جنکی شان ألا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اور ألا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من دار الی دار آخر ہے اور

یہی ثابت ہوگا لیکن اگر کہیں بال بھر بھی خودی کا شعور رہگیا تو بیشتر راہ مسدود نظر آئیگی کیونکہ فات الشرط فات المشروط اور یہی اسکے لایق اور سزاوار بھی ہے یہاں اپنی خطا کو دیکھے اور اپنی عطا سے بہرہ ور ہو اور سچ تو یہی ہے کہ کل اناءٍ یترشح بما فیہ اسکے ساتھ کچھ بیان سیر مع اللہ کا بھی کیا جاتا ہے ایک مرتبہ سب خلفا و خدما حاضر تھے یہ فقیر (مولف) بھی آستانہ شریف پر حاضر تھا ارشاد ہوا قلعہ چنار کی ریاضت کے ایام میں جب توکل اپنا شعار تھا۔

آٹھ ماہ کے عرصہ میں سولہ مرتبہ کھانے کو غذا بہم پہونچی لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ ہوا و ترک کر دیا ہو بلکہ میں مخلوق میں تنہا۔ مگر حسب مقتضائے وقت دوست حقیقی نے نہ پہونچائی اور یہ دوسری منزل کا رمز ہے۔ صوفی کو چاہیئے کہ جسجگہ مشغول ہو۔ اگر وہاں معاش کی تنگی پیش آے اور ایسی صورت ہو جائے کہ کسی جگہ سے کوئی صورت میسر نہ آئے تو اس وقت یقین کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہے اور شکر گذار قناعت کا جامہ پہنکر صبر سے قوت حاصل کرے لیکن اس جگہ سے گریز نہ کرے اور تنگ نہ آئے اس میں نہایت عظیم الشان بھید اور نعمت عظمیٰ پوشیدہ رکھی گئی ہے جو ہر شخص کو نہیں دیجاتی۔ ایسا حال اگر کسی صوفی پر وارد ہو اور اس میں ایک شمہ بھی طمع باقی رہی ہے تو عالم معنوی سے محروم رہیگا۔ زر یعنی سونے وغیرہ کے واسطے کسوٹی ضروری ہے۔ جب تک آزمایا نہ جائے قلبی پاکیزگی کا ظہور نہیں ہوتا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ محبوب کا محبوب سے ایک کرشمہ ہے کہ البلاءُ موکل بالانبیاء ثم بالاولیاء نیز یہ عالم پل ہے اس عالم تک پہونچنے کا المجاز قنطرۃ الحقیقۃ سے اس کی تائید ہوتی ہے پس جو شخص اس جہاں کے پُل پر آیا اور پاکیزہ نہ ہوا وہ اس جہاں کی دولت

وخرگاہ سے حصہ نپائیگا۔ بلکہ اس کو دکھایا بھی نہیں جاتا کہ کھوٹے مال کو خزانۂ شاہی سے کیا نسبت بلکہ آخر میں اس کو دور کر کر سرزنش کیجاتی ہے کہ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا اس کو اس مقام سے باہر نکالدیتے ہیں اور اس جگہ نہیں ٹھہرنے دیتے بلکہ مقام من اتخذ الٰھہ ھواہ میں پھینک دیتے ہیں جسمیں وہ مخذول ہوتا ہے۔

اے برادر بہشت کا راستہ پل صراطِ دوزخ کے اوپر سے ہوکر جاتا ہے جو شخص اس پر سے نگذرے وہ کسطرح سے جنت میں پہونچ سکیگا۔ کیا تم بھولے جاتے ہو کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر پس وہ پل بموجب فرمان نبی صلعم کے اس عالم میں بنا ہوا ثابت وموجود ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تک اصلی آتش میں جسے آتش فراق کہتے ہیں نہ جلے جلائے اور تمام جور وجفا جو یقینی معشوق حقیقی کیطرف سے پردۂ غیب سے نازل ہوتی ہے۔ اس پر مختار نہو اور گذر نہ کرے ہرگز ہرگز اس جنت میں کہ لا حور ولا قصور ہے اور جسمیں مشہود کا مشاہدہ ہے بہرہ مند نہ ہوگا۔

ہاں جس شخص نے اس جہانِ فانی کی پنجروزہ جنت اختیار کرلی اس کے واسطے بھی پنجروزہ جنت ہے آخر ٹھکانا اس کا دوزخ میں ہوگا اور اس جہاں کی ابدی نعمت سے محروم رہیگا۔ اسی واسطے سب کو یہ آواز سنادی گئی ہے جو چون وچرا کے قیدی ہیں وہ اسی کے مطابق پھل پائینگے کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون وکما تبعثون تحشرون ؁

چونکہ اس عالم کو مومنین کی دوزخ کہا ہے مگر جو اس کو بہشت سمجھکر اس پر راضی ہوجائے

تو اس کی بہشت دوزخ میں رہی اور اصلی بہشت سے محروم رہا اس کو اسلام کا دعویٰ بھی حرام ہے چنانچہ مخبر صادق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے منقول ہے الجنۃ مرابض الغنم واللہ لا تدخلنھا حتی تذ الوا کا الثلج از مؤلف۔

گمان مبر کہ بیائی بروں زخویش رہے	ہم از درون تو پیدا است انچہ در بر تست
بہشت نعمت وحور وقصور وکوثر وحوض	شراب وساقی وشاہد ہمہ برابر تست

فی الجملہ حضرت غوث الاسلام والمسلمین مدت مذکورہ میں کچھ ایسے مشغول رہے کہ کسی وقت بھی لذت وجودی کی خاطر ہوا خوری تک کو نہ نکلے ہاں اسکے مخالف کام کرتے تھے کشف وکرامات اور فتح غیب اور مقامات (یعنی علو مدارج) اس خلوت سے حاصل ہوئی اور اس ریاضت کے زمانہ میں اکثر خلفاء مرید طالب وخادم نعمت سے مستفید وبہرہ مند ہوئے مثلاً شیخ جمال۔ محبوب اللہ وخواجہ معین الدین خراباتی وشیخ ناصر قتال وشیخ نور طبقاتی وشیخ نعمت اللہ صوفی وشیخ قاضی شطاری وشیخ احمد دانا وشیخ احمد سیاہ وخواجہ عالم حاجی وشیخ جلال عبد القاہر وشیخ فرید سوختہ وشیخ مبارک مجذوب وشیخ ماہِ عاشق وشیخ عطاء اللہ کنج نشین وشیخ داؤد موحد وشیخ حسن صاحب دعوت اور ان کے علاوہ بے شمار مرید ہوئے جنکی تعداد حد سے زیادہ ہے جس کا پایان وحساب نہیں۔

الغرض جب غوث المسلمین اس خلوت سے باہر آئے تو قلعہ جنار کے قریب پہاڑ پر پانچ سال تک بریاضت مشغول رہے یہ جگہ نہایت دہشت انگیز وہولناک مقام ہے جہاں سوا جن اور چرندے وخزندے جانوروں کے دوسری مخلوقات نہیں غذا کے لئے سوا برگ درخت اور گھاس کے کچھ میسر نہیں۔ اور اس دراز مدت میں اپنے

قصد وارادہ سے کسی آدمی سے ملاقات نہ کی ہاں اگر اتفاقاً کوئی آجاتا تو اس سے ملاقات فرماتے۔ انکے علاوہ وہ جنگلی لوگ کہ بصورت انسان وبہ سیرت حیوان جن کا مسکن و ماوا وہی کوہستان تھا اور جن کو غول بیابانی سے تعبیر کرنا بالکل درست ہے۔ بدصورت بدخو درشت رو جنکا کھانا پینا پہننا یعنی غذا ولباس برگ درخت اور جنگلی پھل ہوتے تھے عقل وسمجھ سے بیگانہ نیک کاموں سے دور بالکل وحشی مگر آن جناب کے مطیع و منقاد تھے۔ حالانکہ نہ ان میں وقوف ہی پایا جاتا تھا نہ کسی کام کی توفیق غذا میوہ دشتی اور سخن باد رشتی۔ یہ ان کی خصوصیات تھیں مگر آپ کے عظمت کمال کے باعث حد ادب سے سر نہ اٹھاتے تھے اور جیسے ہی آپ کو دیکھتے یا پیر یا پیر فریاد کنان قدموں میں گر پڑتے اور خود کو غلاموں میں شمار کرتے اور جتنے جنگلی پھل اور میوہ ہوتے تھے لالا کر پیش کرتے اور ہرگز واپس لیجانے پر راضی نہ ہوتے اور جب تک ان کو واپسی کا حکم نہ دیا جاتا واپس نہ جاتے۔

ان کے علاوہ تمام درند و خزند جیسے شیر و دد اور مار و مور وغیرہ فرمانبردار و مسخر تھے چنانچہ شیخ خدابخش کی ایک حکایت مجھکو یاد ہے جو اُن کے لڑکے نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ وہ ایک روز حضرت غوث جہاں کی ملاقات کو گئے جب اس پہاڑ پر پہونچے اور نزدیک ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باہیبت شیر بیٹھا ہوا ہے۔ جب اس کو دیکھا تو دل میں خوف پیدا ہوا اور ہیبت سے کانپنے لگے۔ اسی عالم میں حضرت غوث العالم کی نگاہ اُٹھی فرمایا شیخ خدابخش آگے آؤ شیر سے تم کو کوئی نقصان نہ ہوگا کہ حق تعالیٰ کے زیر فرمان رہنے والا خوف سے بے پرواہ ہے جب انھوں نے یہ بشارت سُنی دل کو اطمینان ہوا (کہتے ہیں) بڑھکر قدمبوس ہوا اس کے بعد اس شیر کو فرمان ہوا اپنے

مقام پر جا اور خوش رہ۔ شیر سر جھکائے ہوئے اُٹھا اور واپس چلا گیا سچ ہے مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ جس کا مولیٰ اُس کا کُل بیشک جسنے اس کی مراد پر گردن خم کردی وہ کون ہے کہ اسکی اطاعت میں نہ آئے اور مطیع نہ ہو۔ از مولف

ہر آنکہ در امرش سر نہاد و گشت مطیع   کنند ہر ہمہ از جن و انس طاعت او
کرا رسد کہ قدم رہ نہد ز حد بیرون   اگرچہ شیر ژیان است برد طاعت او

اور اسی پہاڑ پر ریاضت کے زمانہ میں اگرچہ جبین مبارک سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ سے لائح و لامع آفتاب تابان کی طرح درخشاں ہو رہی تھی اور تمام وجود عین نور ہو چکا تھا۔ لیکن کثرت ریاضت و گرسنگی و بیداری کا اثر بھی جسم پر اسقدر پڑا تھا کہ آنا جانا چلنا پھرنا ناممکن معلوم ہوتا تھا نماز کا قیام اور قعود و سجود ہی عقل و فراست میں دشوار معلوم ہوتا تھا لیکن باطنی قوت نے سب آسان کر دیا تھا۔

ایک روز اس آستانہ شریف کے خادم (مولف) نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو کچھ کہنا چاہتا ہوں ارشاد ہوا کہو میں نے عرض کیا کہ اس پہاڑ پر پانچ سال ہوگئے کہ ترک آش و طعام کیا ہے تو بے وقوتی و ضعف بشری سے جوارح میں کیا طاقت رہی ہوگی فرمایا یہ بات نہیں قوت مدبر جہاز زائد ہے لیکن ہوا کی موافقت کے ساتھ اگر کسی دوسری جگہ جانا ہوتا اور آب و ہوا بھی موافق ہوتی تو اگر کوئی ایک فرسنگ جاتا تو میں چار فرسنگ چلا جاتا لیکن ہوا مخالف ہونے پر ایک قدم بھی نہ چل سکتا۔

الغرض آپ کی ریاضت اور مجاہدات انتہا سے زیادہ اور حد سے زیادہ فزوں ہوگئے تھے جن کو دیکھکر عقل متحیر ہو جاتی تھی گفتگو میں اس کی کیفیت بیان کرنا امر محال ہے۔ اس حال پر بھی مدت گذر گئی یہانتک کہ حضرت پیر جہان کے سمع مبارک تک

یہ خبر پہونچی کہ غوث العالم نے اس درجہ محنت برداشت کی ہے کہ "مُوتُوا قَبلَ اَن
تَمُوتُوا" کا آوازہ عالم میں منتشر ہوچکا بیشک جو مرتا ہے وہی مشہور ہوتا ہے یہ سُن کر
حضرت پیر جہاں کو ملاقات کا خیال پیدا ہوا اور اشتیاق کمال و شوق متعال نے
دل میں محبت کا جوش پیدا کیا کہ اپنے معنوی فرزند کو دیکھیں اور بلانا دشوار معلوم
ہوا کیونکہ ایسے مجاہد و مرتاض کو مسافت طے کرانے میں ہلاکت متصور ہے لہذا ارادہ
فرمایا کہ خود جاکر دیکھوں کہ حال و قال اور افعال نے کس طور سے ظہور کیا ہے اور
کس قسم کے حال و قال نے مسرور و منظور کیا ہے۔

اگرچہ حضرت پیر جہان کا ضعف قویٰ حضرت غوث العالم کے ضعف سے بڑھا ہوا
تھا کیونکہ آپ کی عمر ایکسو ساٹھ [۱۶۰] سال تک پہونچ چکی تھی لیکن شفقت و مہر مولائی کہ
مَنْ تَعَلَّمَ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَاهُ اپنے پروردہ و برآوردہ کے دیکھنے اور اس میں مشقت
اٹھانے سے ہرگز گرانی پیدا نہیں ہوتی۔ سواری طلب فرمائی اور اُسی وقت
روانہ ہوئے کچھ دنوں کے بعد قلعہ چنار کے قریب کہ دریائے گنگا کے کنارے
پر ہے منزل گزین ہوئے جب حضرت غوث العالم کو یہ خبر پہونچی نہایت ادب و
وارفتگی کے عالم میں استقبال کی خاطر چلے چار کوس کے قریب فاصلہ تھا کہ آپ
قدم بوس سے مشرف ہوئے لیکن شہر و اطراف میں جیسے ہی یہ خبر پہونچی۔ کہ حضرت
غوث العالم پہاڑ سے نزول اجلال فرمانیوالے ہیں۔ ہزارہا آدمی با اشتیاق تمام
و کمال طلب سے دیدار کی خاطر اپنے اپنے گھروں سے باہر آئے کہ پیر عالم کو
دیکھیں اور جملہ مرید و معتقد نقد فتوح اور دوسرے معاش کے اسباب کے ساتھ
حاضر ہوئے۔ چنانچہ گائے بکری اور مائدہ و برنج اور روغن وغیرہ بے حد و

حساب جمع ہوگیا حضرت غوث العالم معہ اُن بے شمار فتوحات کے حاضر ہوئے اور وہ
تمام اشیا و نقد قدموں پر نچھاور کیا اور خود ادنیٰ غلاموں کی طرح پا برہنہ کمر میں پٹکا باندھ
کی صورت ہاتھ اٹھائے ہوئے اطاعت میں مصروف ہوئے اور حضوری میں بیک پا
استادہ ہوتے۔ چونکہ زمین و آسمان اور کون و مکان کے مشاہدات اور انواع اقسام
کی نعمتیں انہی کی قدمبوسی سے حاصل ہوئی تھیں اور اعلیٰ مقام و منازل جو طے کرچکے
تھے عرض کئے یہاں تک کہ خود کو بالکل سونپ دیا اور اپنے نفع و ضرر کے اختیار سے
باہر آئے۔ چنانچہ یہ حکایت اسی مضمون کی ہے کہ جب آش و طعام مہیا ہوا اور حضرت
پیر جہان کے سامنے حاضر کیا گیا تو دسترخوان کے بچھانے کے وقت حضرت پیر جہاں
نے ارشاد فرمایا کہ میاں محمد غوث تم بھی آؤ بموجب فرمان کے آپ بھی بیٹھ گئے
حضرت پیر جہاں نے ایک لقمہ دست مبارک سے کھلایا آپ نے بغیر انکار کے
کھالیا دوسرا لقمہ دیا وہ بھی کھالیا جب تیسرا دینے لگے تو حضرت غوث العالم
کے خلیفہ میاں خواجہ معین الدین نے جو اس جا حاضر تھے۔ عرض کیا کہ حضرت میاں
نے چھ سال سے ترک طعام کیا ہے کہیں یکبارگی کھانا نقصان نہ پہونچائے حضرت
پیر جہاں نے یہ سنکر ہاتھ روک لیا اور خاموش ہو رہے ادھر جب پیٹ میں غذا پہونچی
تو ایسا درد اٹھا کہ بیقرار کر دیا۔ مگر آنجناب نے ظاہر نفرمایا لیکن جب حد سے سوا
ہوگیا اور طاقت ضبط سے باہر نکل گیا تو حضرت پیر جہاں کو یہ خبر پہونچائی گئی ارشاد
ہوا گوشہ میں جائیں آپ فوراً اس جا سے اٹھکر دوسری جگہ گوشہ میں جاکر لوٹنے لگے۔
لیکن درد ایسا تھا کہ کسی جا قرار نہ تھا یہانتک کہ آپ بیہوش ہوگئے۔ حضرت پیر جہاں
کو پھر اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا پھر دوسرے گوشہ میں جاؤ وہاں سے دوسری جگہ ہٹایا

گیا مگر کسی طرح قرار نہ تھا اب کی مرتبہ جب آپ سے عرض کیا تو خاموش رہے دوسری مرتبہ کہنے پر بھی سکوت فرمایا جب تیسری بار عرض کیا کہ بندگی میاں کا حال دگرگونہ ہے قطعاً ہوش نہیں تو فرمایا کہ تم لوگ کسی سے کیا کہتے ہو وہ میاں ہے کیا اپنے میاں سے بے خبر ہے اس کا جاننا ما و شما کے جاننے سے بہتر ہے۔

یہ سُنکر سب دم بخود رہ گئے کسی میں دم زدن کی طاقت نہ تھی سب حیران و ساکت تھے اچانک حضرت غوث العالم کو قے ہوئی اور جو کچھ شکم میں تھا باہر ڈالا کہ اندروں صاف ہو گیا اور صفت اول سے متصف ہو کر اصلی مزاج پر آ گئے اور صحت کامل پائی درد بھی غائب ہو گیا دراصل اس قسم کا برہان منزل تسلیم کا کمال ہے جو ظاہر ہو گیا اسی مقام کا نام مقام تسلیم ہے۔ بیشک کل میسر لما خلق لہ ہر بوالہوس کا یہ کام نہیں کیونکہ دعویٰ کرنا بہت آسان مگر برہان دکھانا کارے دارد۔ ہو بہو یہی معاملہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ العزیز کو پیش آیا تھا کہ ان کا قول حجت اور فعل بمنزلہ نصرت کے مانا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نے بارہ سال سے ترک آش و طعام کیا تھا کہ اس درمیاں میں کبھی کوئی غذا استعمال نفرمائی تھی۔

ایک زمانہ دراز کے بعد والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُنھوں نے فرمایا اے فرزند ایک زمانہ گذر گیا کہ تیرا انتظار تھا آج میرے ہاتھ سے تھوڑا کھانا کھاؤ آپنے انکار و اعراض نفرمایا بلکہ یہ بھی نہ کہا کہ میں نے ایک مدت سے ترک طعام کیا ہے یکبارگی کھانا ضرر کریگا فی الفور اطاعتِ مادر کے خیال سے بے انکار تناول کیا قریب تین لقمہ کے پیٹ میں غذا پہونچی تھی کہ آپ بیہوش ہو گئے اور اپنی کوئی خبر نہ رہی۔ لیکن اسیوقت موردِ پکار کو حکم ہوا کہ ایک ایک دانہ دہن سے باہر نکال لیں جب درون پاک ہو گیا

آپ کو ہوش آ گیا۔

پس غوث العالم کی ذات میں اس معاملہ کا ظہور ورثۂ ولایت سے تھا کہ آنجناب نے اسی سلسلہ سے ظہور پایا ہے اور اپنے وقت کے گویا بایزید تھے بہمہ صفت ریاضت و مجاہدے اور کشف و کرامات و منازل و درجات میں اعلیٰ مراتب پائے ہیں اس مقام پر کوئی چیز حقیقی ضرر نہیں پہونچاتی اور فیل و مورچہ کا فرق جو درمیان میں مذکور ہوا ازروئے تجلی بے تکرار محققوں کے مذہب میں درست نہیں۔

پس طالب کو اسقدر بھی اپنے اختیار پر نہونا چاہیئے جیسا کہ مذکور ہوا اگرچہ جای کا خطر ہوتا کہ فنا فی اللہ حاصل ہو اگر طالب اپنی ذات کے نفع و ضرر پر نظر کرے اور ایک ذرّہ اعراض و انکار باقی رہا ہو تو اس کو ہوا پرست کہتے ہیں۔ حق پرستی اور ہوا پرستی سے کیا تعلق اور اگر طالب مقام سیر الی اللہ میں ہو تو اس کو قول و فعل حال و قال سے گذرنا ضروری ہے یہانتک کہ اپنی ذات پر بھی کسی قسم کا اختیار نہ رکھے جیسے مردہ غسّال کے ہاتھ میں جب اس میں پورا اُتریگا تو فنا فی الشیخ کا درجہ حاصل ہوگا جسکو یہ راہ میسر نہوئی اس پر سب راہیں مسدود ہیں کیونکہ ہدایت کار رجال اور نہایت کار اسی نکتہ پر موقوف ہے اسی جا ازل و ابد کا خام پختہ ہوتا ہے اور اگر اس جگہ محروم رہا تو کوئی آگ اس کو پختہ نہیں کرسکتی اس دشوار جا سے باہر نکل گیا اور ثابت قدمی سے باہر آیا تو النھایۃ بالرجوع الی البدایۃ کا اظہار ہوتا ہے اور جب یہاں سے آگے بڑھا تو منزل سیر مع اللہ حاصل ہوتی ہے جہاں خود کو فانی اور صرف ذات حق کو باقی پاتا ہے یہ عجیب رنگ ہے کہ عین بر اعیان جلوہ بر جلوہ قال و قیل سے باہر ہاں اسکے اخلاق تخلقوا باخلاق اللہ کے تحت ہمہ گویا و باادب تصوف شنوا جو کچھ جاننا چاہے واللہ علیٰ کل شی علیم ہم کو

دانا بناتا ہے اس جگہ اگر جمال ہے تو اس کا حسن اور اگر جلال ہے تو معائنہ قہر۔
پس یہ تمام کرشمہ مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین کے ہاتھوں ہیں سوا اس کے کیا دیکھنے میں آئے وہی سنا جائے جو وہ سنائے وہی کہیں جو کہلائے یہی مقام بقا باللہ ہے اور منزل واحدیت بھی اسی کو کہتے ہیں۔ جب یہاں سے آگے بڑھا تو سیر سبق المفردون کا سبق پڑھایا جاتا ہے اور سیر فی اللہ میں ساکن ہونے کی ٹھہرتی ہے تفرید کا دم تجرید میں قدم کبھی بیخود کبھی عاجزانہ رنگ کہ وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب کبھی فریاد کہ یالیتنی کنت ترابا کاش میں کچھ اور ہوتا کبھی بشری انداز میں عوض کا افسوس کبھی بدل کی خواہش کبھی بشری ضعف لیتنی کنت طیرا یطیر کی یاد کر رہا ہے کہ پرواز کے لذت اڑائے جاتے) یا یہ حال اور اگر با خود ہوگئے تو لیس فی جبتی سوی اللہ کا نعرہ لگایا کبھی بزبان جنید بغدادی انا ربی امنت بی سنایا انا الحق کا راگ گایا جاتا ہے کبھی باکی اشہاد کے معائنہ میں حمد کرنے لگے بایزید بسطامی کا قول منظور ہوا سبحانی ما اعظم شانی میں بیخودانہ رونمائی اس مقام کو فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور فناء الفنا بھی کہتے ہیں کہ جو آیا سمایا اور اسی سے مزہ پایا اس مقام میں نہ غم درد ہے نہ طلب درمان نہ ردے محرم نہ جائے حرماں اسی جگہ کہتے ہیں العلماء امناء اللہ وبین خلقہ یہ اہل امانت اور مالک توحید مانے جاتے ہیں اس منزل کو آخری منزل بھی کہتے ہیں اصل میں تسلیم ہر مقام میں شرط ہے جس جنگل و کوہستان پر بغیر تسلیم کے جا بیگا راہ نہ پائے گا جب تک دوست کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا طے مراحل دشوار اور سخت دشوار

از مؤلف

مسلم راہ تسلیم آمدی یار　　تو دروے روشو با تو انیس راضی

چو بینی در دو عالم اوست مصرف　　بدانائی چرا با غیر سازی

الغرض حضرت غوث جہاں اس تشویش سے ببرہان و دلیل مردانگی باہر آئے اور سلامت نکلے اور مرض اختیاری سے صحت کلی پائی اصلی خفا ہاتھ آئی حضرت پیر جہاں نے اپنے سامنے طلب فرمایا اور بہت زیادہ لطف و نوازش فرما کر بغلگیر ہوئے اور اپنا پیراہن مبارک مع بشارات عجیبہ کے عطا فرمایا اور دعا فرمائی کہ تم گرسنہ اور تشنہ کے واسطے طعام اور جام اور برہنہ کو جامہ بیکس کو طاقت نابینا کے عصا ہو اسی قسم کے اور مبارک الفاظ فرمائے اور خلافت ظاہری و باطنی اور نعمت وغیرہ سے سرفراز فرما کر ارشاد کیا کہ میاں محمد غوث جو کچھ میں نے ایکسو ساٹھ ۱۶۰ سال کی مدت میں ایک سو اور چند مقام پر جا کر اور در بدر پھر کر حاصل و جمع کیا وہ سب آج تمکو بخشتا ہوں۔ یہ فرما کر خرقہ مبارک بدن مبارک سے اتار کر آپ کو پہنایا اور فرمایا کہ جمیع انعام و اکرام جو مجھ پر تھے تمکو مبارک البتہ یک نام رہا ہے وہ بھی عنایت کرتا ہوں اس روز سے حضرت پیر جہاں کا اسم عالی شیخ ظہور الحق والدین اور حضرت غوث العالم کا شیخ سید حمید الدین عرف شیخ محمد غوث تمام عالم میں شہرت پذیر ہوا۔ سچ ہے دولت مستعد ہی کو حاصل ہوتی ہے نا مستعد کو حصہ نہیں ملتا جو کمر ہمت مضبوط باندھتا ہے وہ آخر میں موتی پاتا ہے اور جو ہنستا ہے وہ روتا ہے یہ تمام انعام و اکرام خدمت و ادب سے رونما ہوتے ہیں۔

از مؤلف

ادب پیشہ خوشتر از بیشہا است　　قوی رکن مردان ہمیں کسبہا است
ہر آنکس کہ با وے ادب یار نیست　　درخت است بروی گل و بار نیست

الغرض حضرت پیر جہاں نے غوث العالم سے ارشاد فرمایا کہ اب مجھکو خدمت

کرو کہ اپنے مقام پر پہونچوں تم کو حق کی پناہ میں سپرد کیا اس وقت حضرت غوث العالم نے گذشتہ قصہ کو یاد کیا کہ اس بندہ کے حق میں ایسا فرمان ہوا تھا کہ تو وہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحبہ کے دست مبارک میں تھا اور دوسرا کہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بھا کون ہوگا اس سے خبردار ہونا چاہتا ہوں فرمایا کہ وہ تمہارا بھائی ہے دوبارہ عرض کیا کہ برادر صوری ہے کہ معنوی فرمایا صوری بھی اور معنوی بھی پھر میں نے عرض کیا کہ شیخ عبدالقادر ہونگے فرمایا جسکو مینے جہانیاں گیر کہا ہے پھر عرض کیا کہ دوسرے درویشوں کو جہانگیر کہتے ہیں ان کو جہانیاں گیر کس سبب سے کہا ہے فرمایا یہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھے۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح بیشک جو اُن کے ہاتھ میں ہوگا جہانیاں گیر ہی ہوگا

پس اس سلسلہ سے شیخ پھول کو جہانیاں گیر کہتے ہیں فی الجملہ جب اس معاملہ کی صحت اور سکون حاصل ہوا اپنا احوال پیش کیا اور عرض کیا کہ اس وقت بندہ کے باب میں کیا حکم ہوتا ہے کس جگہ قیام کروں ارشاد ہوا کل جہان تمہارا ہے جہاں مزاج چاہے رہو اس میں تم کو اختیار دیا گیا یہ کہکر حضرت پیر جہاں نے چوڈول طلب کیا اور سوار ہوکر اپنے مقام کی طرف تشریف لیگئے۔ یہاں حضرت غوث العالم کو سفر بہار کا خیال پیدا ہوا فوراً عالم استغراق میں توجہ کی تو دیکھا کہ حضرت مخدوم جہانیاں و شیخ شرف الدین یحییٰ منیری تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ میاں سید حمید الدین محمد غوث آپکا تشریف لانا قبول لیکن بہار اس فقیر کا مقام ہے آپ کا مقام دوسری سمت ہے آپ نے خدائے برتر کی طرف توجہ کی کہ حالہ معلوم ہو ناگاہ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ

وسلم معہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تشریف لائے ایک مقام دکھاکر فرمایا یہ جگہ کفرستان سے اسلام آباد ہوئی ہے سید حمید الدین میاں محمد غوث تم اس جگہ مشغول رہو اور ایک پھاوڑا دست مبارک میں لیکر تھوڑی سی زمین کھودی۔ اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جامع مسجد قائم کردی

جب حضرت غوث العالم نے یہ معاملہ معائنہ کیا تو وہاں سے چلے ابھی راستہ میں تھے کہ خبر سُنی قلعہ گوالیر اسلام کی فوج نے فتح کیا پس اسی طرف روانہ ہوئے جب ایک مدت کے بعد وہاں پہونچے تو اس مقام کو بعینہ ویسا ہی پایا اور بعین معاینہ مشاہدہ کیا۔ یہی وجہ آپ کے قیام کی گوالیر میں ہوئی۔

الغرض آپ نے نوروز کے دن کہ تمام مخلوق جمع تھی فرمایا کہ اس مقام پر حضرت رسول مقبول محبوب حقیقی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیاد رکھی تھی اور اسی روز آپ نے وہاں مسجد کی بنا قائم کی اور جیسا دیکھا تھا ظہور ہوا اور غوثی خطاب سے مشہور ہونا اور درویشی تصرف و کشف و کرامات و ولایت سوروتی کا اظہار زیادہ تر گوالیار کی اقامت کے بعد سے ہوا ہے نیز اکثر خلفا و خدام صاحب نعمت و مستعد دولت اس جگہ سے بہرہ مند ہوئے ہیں چنانچہ شیخ سیف الدین سیف اللہ شیخ ازرانی عرف شاہ ید اللہ و شیخ جیا اہل اللہ و شیخ ابوالخیر خراسانی و سید فتوح ماورانہری و شیخ ناظر فیاض و شیخ تاج الدین و غوث نارنول و سید مبارک صوفی و سید احمد عاشق و شیخ سعد اللہ اور ان کے مثل بسیار خلق عالم صورت سے عالم معنی کو پہونچی ہے اور فائدہ پایا ہے۔ اُن میں ایک بھی ایسا نہ تھا کہ اس راہ میں قدم رکھا ہو اور کوئی دم سوائے حق کے رہا ہو۔ بیشک جو کوئی غوث کے سایہ عنایت میں

آگیا اس کا مستغاث کسی شے میں نہ رہا اس کا استغاثہ اُس کی استعانت میں تھا
واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم "از مولف"

کسی کہ از در لطفت فنائے خویش شناخت ۔ ہمہ شہانِ جہاں را گدائے خویش شناخت
ندید لقمۂ اُمید در دہانِ امید ۔ کسیکہ بر در درویش او عطائے بیافت

الغرض حضرت غوث العالم کی باطنی استقامت اور قلبی استعانت عالم میں مشہور و معروف ہے کہ تصرف کونین ان کے ہاتھ میں ہے کہ اگر گدا کو چاہیں تخت پر بٹھائیں شاہ کو گدا بنائیں۔ چنانچہ سلطان ابراہیم افغان اور بابر بادشاہ و ہمایوں بادشاہ کی قصے عالم صورت میں مشہور ہیں۔ اسی طرح سلطان صوفی سے باطنی نعمت لیکر شیخ مبارک مجذوب عامی کو دنیا عالم معنی میں اظہر من الشمس ہے انشاء اللہ اسکا بیان آیندہ کیا جائیگا۔

منقبت تیسری کشف و کرامات کے بیان مین

جو بیشک و شبہ معلوم ہوئیں اور سُنی گئیں بیان کی جاتی ہیں جب حضرت غوث الاسلام المسلمین قلعہ چنار سے عازم گوالیر ہوئے تو اس مقام کو شیخ نعمت اللہ صوفی کے حوالہ کیا کہ اس جگہ مشغول رہیں۔ ایکروز گوالیر میں اکثر خلفا و مرید اور خدام حاضر تھے جمعہ کا دن تھا حضرت غوث الاسلام غسل کر رہے تھے اور ایک صوفی مشربہ ہاتھ میں لئے ہوئے سر مبارک پر پانی ڈال رہا تھا اچانک آپ نے وہ مشربہ لیکر دیوار پر مارا اور فرمایا۔ الٰہی اس ظالم جابر کو دفع کر جب دوسرا مشربہ آیا تو آپ نے غسل پورا کیا اور جبہ و دستار پہنکر نشست خانہ میں بیٹھے تو بعض اشخاص نے اس معاملہ کی حقیقت دریافت کرنا چاہی کہ مشربہ توڑنے میں کیا سر تھا ارشاد ہوا قلعہ چنار میں صوفی نعمت اللہ

مشغول ہے آج ایک ظالم نے اس کو کئی مرتبہ حد سے زیادہ ستایا اس کا ظلم میں نے یہاں سے دیکھا اس مشربہ کو توڑکر اس کو دفع کر دیا اور اس مظلوم کو بچالیا۔ بعض لوگ متحیر و متعجب ہوئے بعض نے آزمایش کا ارادہ کیا اور کہا کسطرح معلوم ہو فرمایا آج کا دن ساعت۔ تاریخ وغیرہ لکھ رکھیں عنقریب صوفی نعمت اللہ آنے والے ہیں اُسوقت سب واقف ہوجائیں گے۔ چند روز کے بعد صوفی نعمت اللہ آئے حضرت غوث جہاں کی پابوسی سے مشرف ہوئے تو جو لوگ اس معاملہ کی آزمایش چاہتے تھے اُنھوں نے گفتگو آغاز کی اور پوچھنے لگے کہ کیا حال گذرا اور کیونکر ہوا شیخ مذکور مقر ہوئے کہ اُسی روز اور اسی ساعت کہ لکھی ہوئی ہے اس قسم کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اور اس کا قصہ یہ ہے کہ اس روز میں اپنے حجرہ میں مشغول تھا کہ بارش شروع ہوئی اور وقت بھی تاریکی کا تھا۔ اسوقت ایک ظالم افغان آیا اور مجھکو ستانا شروع کیا کہنے لگا اے درویش یہ مقام میرے واسطے خالی کر دے اور تو دوسری جگہ چلا جا کیونکہ بارش ہو رہی ہے میں اپنا اسباب یہاں رکھوں گا میں نے کہا یہ مقام اس فقیر کا ہے یہ باتیں نہ کر اور دوسری جگہ کی جستجو کر اُس نے کوئی بات نہ سُنی اور سختی کرتے ہوئے فقیر کا اسباب وجبہ جو کچھ وہاں پر تھا باہر پھینک کر اپنا اسباب اندر لایا۔ اسوقت فقیر پر نفسانی غضب و اضطراب غالب ہوا اور کہنا شروع کیا کہ حضرت شیخ مجھکو اس جگہ فضیحت و رسوائی کے لئے چھوڑ گئے ہیں اسی قسم کے الفاظ رنجیدگی میں کہہ رہا تھا۔ کہ اچانک اس ظالم کے پیٹ میں درد اُٹھا اور زمین پر گرا کہ پھر نہ اُٹھ سکا اگرچہ مجھسے بخشتا یا اور مجھے راضی بھی کر لیا۔ لیکن چونکہ تیر بے تدبیر دوسری جگہ سے تھا کچھ فائدہ نہ ہوا اور تین ساعت شب رہی ہوگی کہ جان بحق تسلیم ہوا اور میرا مقام مجھے

چھوڑ گیا اور اپنا عمل اپنے ساتھ لے گیا بیشک مستوں کو حق پرستی نقصان میں نہیں لاتی اور شور بختوں کو بدبختی نہیں چھوڑتی ۔؎

نماند ستمگار بد روزگار بماند برو لعنتِ پائدار

ایک روز جامع مسجد میں نماز کے بعد چند خلفا و خدما حاضر تھے اور آپ خلوت در انجمن مشغول کہ یکایک عالم استغراق سے عالم ہوش مین آئے اور دو زانو ہوکر فاتحہ پڑہا اسکے بعد فرمایا ولایت ناگور میں ایک کامل درویش نے انتقال کیا یہ فقیر بھی جنازہ پر حاضر تھا اور اسقدر باطنی و ظاہری مجمع تھا جسکا پایاں نہیں ہمہ انبیا و اولیا اور عام و خاص فرشتے اسقدر جمع تھے کہ قدم رکھنا دشوار تھا سب سر انگشت پر قائم تھے کہ حضرت سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فقیر کی طرف دیکھکر امامت کا اشارہ کیا میں ادب سے آگے بڑہا اور دوسرے اصحاب کی طرف رخ کیا پھر فرمان ہوا کہ امامت کے لئے شرط ہے کہ صاحب وجود ہو اور یہ سوا تمہارے دوسرے کو حاصل نہیں بس آگے بڑہو۔ حسب فرمان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑہکر امامت کی اور جنازہ کی نماز پڑہائی۔ اس سے فارغ ہوکر ان بزرگ کو دفن کرکر سب لوگ گروہ گروہ فاتحہ پڑہکر اپنی اپنی سمت روانہ ہونے لگے فقیر نے بھی اسی توجہ میں فاتحہ پڑہی یاران مجلس نے وہ تاریخ اور روز لکھکر رکھہ لیا۔

چند روز کے بعد ایک مسافر ناگور سے آیا اور غوث اللہ کی پابوسی سے مشرف ہوا جب اس سے یہ معاملہ دریافت کیا گیا تمام معاملہ میں من وعن بلا تفاوت بیان کیا سب نے آمنا وصدقنا کہکر سر تسلیم خم کیا ہاں کرامۃ الاولیاء حائق

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

ایک مرتبہ ایک شخص حاضر ہوا جو علم ہیئت فلکی کا عالم تھا اور حضرت غوث جہاں سے درجات دقائق فلکیات کا بطور تجربہ کے استفسار کیا۔ آنحضرت نے از رو مکاشفہ و مشاہدہ سماوی تحقیقات کا بیان فرمایا آپ کے تمام جوابات علم ہیئت کے مطابق تھے فی الفور درویش گروہ کا انکار اقرار سے بدل دیا اور آپ کے خاص معتقدین سے ہوا۔ اسی کے مطابق اس درگاہ کے خلفا سے شیخ سیف الدین المخاطب بہ سیف اللہ کی حکایت ہے کہ ابھی وہ ارادت میں منسلک نہ ہوئے تھے اور گنج خانہ مشیت سے بیعت کا شرف نہ پایا تھا ان کو عالم غیب سے واقعہ مین دکھایا گیا کہ گویا ایک بزرگ چوڈول پر سوار جارہے ہیں لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ حضرت شاہ عبداللہ شطاری ہیں۔

کہتے ہیں کہ اسی درمیان مین مینے دیکھا کہ آپ نے چوڈول کو میری طرف متوجہ کیا اور زمین پر آئے اور مجھکو سامنے بلاکر فرمایا آؤ میرے مرید ہو اور میری ارادت قبول کرو اتنی گفتگو ہوئی تھی اور میرا ایک ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا کہ دوسری جانب سے حضرت فرید الدین گنجشکر تشریف لائے اور ہاتھ پکڑکر فرمایا یہ میرا مرید ہے حضرت شاہ عبداللہ نے فرمایا کہ دو کا مرید کیسے یا دونوں کا مرید سہی لیکن بیعت اس کو میں کرتا ہوں یہ سنکر حضرت گنج شکر ہاتھ چھوڑکر چلے گئے اور حضرت شاہ عبداللہ نے اپنی بیعت میں لیا۔ اور اپنے سر مبارک سے کلاہ اتارکر مجھکو پہنادی اور گلیم سیاہ کا خرقہ جو آپ پہنے ہوئے تھے اوپر سے پہنایا اور ایک نان اور بادنجان پختہ بطور تبرک کے عطا فرمایا۔ جب اس معاملہ سے بیدار ہوا تو سب وہ حاصل خود بخود ہاتھ میں پایا اس کے بعد سے اس دانہ کی خاطر ہر دام میں خود کو ڈالتا رہا۔ اور

اور اسی خیال مین رہا کہ جہان ایسا معاملہ ظاہر ہو وہاں مرید ہو جاؤں اور ہر بزرگ کی خدمت مین پہونچتا رہا لیکن اس خیال سے خالی نہ تھا کہ بیداری میں بھی مجھکو طلب کر کے مرید کرے اور کلاہ سر سے عطا کر کے نان و بادنجان کا تبرک دیتے ہوئے گلیم سیاہ کا جُبّہ بھی پہنائے۔ اِسی خیال میں منتظر تھا کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کونسی جگہ سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے اس کو عرصہ دراز گذر گیا۔ اور کسی جا سے اِسکا ظہور نہ ہوا یہانتک کہ سیاحی کرتا ہوا حضرت غوث جہاں کی خدمت میں حاضر ہوا یکایک آپ نے فرمایا شیخ سیف الدین آ اور میری ارادت قبول کر جب عینے معاملہ خواب کے الفاظ کو بعین عیان مطابق پایا دل سے شک دور ہوا سر جھکا کر آگے بڑھا کہ حضرت غوث العالم نے ہاتھ پکڑ کر حضرت شاہ عبداللہ شطاری کی طرف سے مرید کیا۔ اور اپنے سر مبارک سے کلاہ اُتار کر مجھکو پہنائی اور گلیم سیاہ کا جبہ جو آپ پہنے ہوئے تھے اُس سے بھی مشرف کیا اور مطبخ سے یک نان مع بادنجان پختہ کے بطور تبرک کے بخشا جب تمام احوال ہو بہو پیش آئے دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا اور ہمہ کاروبار سے دل برداشتہ آستانہ شریف پر سر جھکا دیا اس کے بعد در بدر رہنیکی نوبت نہ آئی اور اس درگاہ کے خاصانِ خاص میں شمار ہوا اور جو طلب تھی وہ اس در سے پائی جیسا کہ مشہور ہے کہ پیر پرست خدا پرست ہو سکتا ہے لیکن خود پرست نہ ہو سکیگا کیونکہ پیر قربِ الٰہی کا ایک واسطہ ہے اور بے واسطہ کے قرب جوئی عبث

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

از مولف

کسے کہ در طلبش سر بر آستانہ نہاد | سما اگرچہ بلند است زیر پائے بیافت
ز ہر صفائے ولایت ظہور حظ خاص | ہر آن کہ راہ در آن در بسیر دمنزل یافت

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

اور نعمت سلب کرنیکی یہ حکایت ہے کہ شیخ سلطان صوفی جو ظاہر اور باطن میں تصرف رکھتے تھے اور جس کسی کو عالم باطنی کی تربیت کرتے حق رسی ہو جاتی اور جس پر قہر سے نفس رانی کرتے تو بھی نشانہ بے خطا پڑتا مگر افسوس کہ آخر میں وہ مردود کر دئے گئے اور نعمت اصلی سے معزول ہوئے اس کا قصہ یہ ہے کہ وہ خشک ارادت اور خالی خلافت دوسری جگہ سے پائے ہوئے تھے اور اصلی حقیقت سے آگاہ نہ تھے کہ یہ تمام نعمت اسی درگاہ سے ہے۔

ایک روز کمال بے ادبی سے کہنے لگے کہ اس عالم میں دو کامل ہیں ایک یہ فقیر اور ایک تم حضرت غوث العالم اسی طرح کے اور بھی ناسزا کلمات زبان سے کہنے لگے حضرت غوث العالم کہ شجرۂ دولت و نعمت سرمدی کے حامل تھے ان ناسزا و بے محابا گفتگو کے پتھر اور ڈھیلے کے جواب میں برگ تحمل اور ہوائے لطف سے پند و نصیحت کا میوہ پھینکتے رہے لیکن اس روزگار زدہ کو کوئی فائدہ نہ ہوا اور اس نعمت سے محروم رہا کہ اس کی ناشکری و ناسپاسی اس کو زوال مین لائی یعنی جب پند و نصیحت قبول نہ کی تو فرمان ہوا جو نعمت میرے واسطہ سے پہونچی تھی واپس لیتا ہوں شب نہ گذری تھی کہ راندگان حق میں شمار ہوا اور دیوانگی و جنونیت کا غلبہ ہوا نعوذ باللہ منہا۔

ہر آن کہتر کہ با مہتر ستیزد | چنان اُفتد کہ ہرگز بر نخیزد

اس دن سے ظاہری و باطنی شعور سے بالکل کورا ہو کر دیوانہ وار قعر مذلت میں جا پڑا یہاں پر اگر کوئی یہ سوال کرے کہ نعمت سلب کر لینے پر دیوانہ کیوں ہوا ایک آدمی کیوں نہ رہ گیا کہ اسکی پہلی صفت تھی دیوانگی بھی ایک شان رکھتی ہے کہ اس میں ایک

قسم کا جذبہ پایا جاتا ہے اس کا جواب یہی کہ جب کوئی شخص راہ حق میں سیر و سلوک کرتا ہے تو اس میں عامی کی حیات باقی نہیں رہتی کیونکہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اس میں شرط ہے اسواسطے وہ مردہ کے حکم میں ہوتا ہے اور اس سے عقل معاش لیکر اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ کی حیات سے از سر نو زندہ ہوتا ہے اور عقل معاد سے دانا و بینا اور شنوا ہوتا ہے پس وہ سب کچھ جو ایک صاحب حق سے اس کو بطور ورثہ کے ملا تھا جب اس سے دونوں چیزیں سلب کرلی گئیں تو سوائے دیوانگی کے اس میں کیا رہ سکتا تھا اور صاحب جذبہ کی دیوانگی مین عظمت و کرامت ہوتی ہے اور یہ اس سے خالی۔

اسی طرح سلطان ابراہیم افغان کی معزولی کا واقعہ ہے کہ جب اس کو ورثہ کے طور پر بادشاہی ملی اور تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی قلعہ گوالیر کو فتح کیا تھا اسی زمانہ مین حضرت غوث العالم بھی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق گوالیر میں تشریف لائے تھے اور چار دانگ عالم میں بانگ درویشی اور ولایتی موروثی کے تصرف کا شہرہ ہو رہا تھا عالم و عالمیان آستانہ شریف پر حاضر ہو رہے تھے اسوقت سلطان ابراہیم نے بھی آپکی طرف توجہ کی اور پیغام بھیجا کہ میرے اور میری مملکت کے واسطے دعا کیجئے کہ دشمنوں پر ظفر پاؤں اسی دوران میں بادشاہ نے چند امرا کو بیقصور قید کیا تھا۔

چنانچہ اعظم ہمایوں و کبیر خاں و شیخ نصر اللہ وزیر وغیرہم قید تھے۔ حضرت غوث العالم نے جواب تحریر فرمایا کہ شرط بادشاہی ہے کہ عدل و انصاف سے کام لیا جائے اور ظلم و جور سے اجتناب اور مظلوموں پر رحم و کرم کیا جائے یہ سب باتین تم بجالاؤ کہ درویشوں کی جماعت بھی تمہارے ساتھ ہو اور حق تعالی سے تمہارے واسطے مدد طلب کرین بادشاہ نے فرمایا آپ جو کچھ حکم کرین مجھکو منظور ہے اور یہ خیال نہ کیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں نادانستہ رضامندی کا

اظہار کر گذرا اسوقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُن بیقصور امرا کو آزاد اور دیگر قیدیوں کو رہا کردو کہ یہ سب تمہارے بازو ہیں جس طرح جانور اپنے بازو سے اڑتے ہیں اسی طرح تمہاری قوت ان سے ہے تم ان کو آزاد کردو پھر جو تم کہو ہم بجالائیں بادشاہ اس پر راضی نہ ہوا اور کہنے لگا خوب میں تو شیخ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتا ہوں اور شیخ کہتے ہیں تم پابند دشمنوں کو رہا کردو جب یہ باتیں آپ تک پہنچیں اس وقت اکثر خلفا و خدما حاضر تھے۔ منجملہ ان کے ایک یہ فقیر (مؤلف) بھی تھا ارشاد ہوا کہ ابراہیم کی معزولی پر تکبیر کہو۔ اسوقت شیخ جیا ملتانی نے کہ مرد صالح و اہل دیانت سے تھے عرض کیا کہ حضرت کفر غالب ہے اور ابراہیم کے حق مین ایسی باتیں ہو رہی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس خام خیالی میں نہ پڑو درویش جب خدا سے کسی کو دور کرنا چاہتے ہیں تو دوسرے کو قائم بھی کر سکتے ہیں۔

الغرض اس وقت مغل لوگ شاذ و نادر تھے تھوڑے ہی عرصہ مین چاروں طرف سے امنڈ کر آئے اور مملکت پر غلبہ پایا اور اس حکومت کو تاراج کر دیا اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً۔ ظاہر ہے ایک روز آپ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ چونکہ یہ جدید قوم ہیں ان کا جور و ظلم حد سے بڑھ گیا ہے اور ان کی عادتین بہت ہی ظالمانہ ہیں نہ عالم پر مہربان نہ آدم پر رحم نہ پیروں پر فخر نہ درویشوں کی اطاعت نہ مسکینوں محتاجوں پر کرم بلکہ ایسے اخلاق بالکل نابود ہیں ارشاد ہوا اگر خدا کو راستی و اخلاص سے مانا ہے اور اس کا سچا درویش ہوں تو سب کلہ بر زمین و حلقہ بگوش ہونگے اور اگر ہوائے نفس رکھتا ہوں تو یہ بات نہ ہوگی اور باطل کو پوچھتا بھی کون ہے اس پر سب ساکت و خاموش ہو گئے اگرچہ آپ کی شان مَنْ لَهٗ

الْمُوْلیٰ فَلِلّٰہِ الْکُلِّ تھی گو سب لوگ رعب وہیبت کی وجہ سے خاموش ہو گئے تھے. مگر مطمئن تھے خدا کی شان تھوڑی مدت میں ہزاروں مغل لوگ آئے اور لاکھوں افغانوں کا کشت وخون کر کے تھوڑی ہی مدت میں تمام مملکت کو زیر وزبر کر ڈالا بیشک حکم درویش حکم الٰہی سے ہے اور آپ کا وہ سخن عظیم جیسا کہا تھا ظہور پذیر ہوا کہ وہ اگرچہ زشت رو و بدخو تھے ایسے مطیع ومسخر ہوئے جیسے کہ گویا سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کے تابع عالم دیوان ہے ؎

کسے کاز امراد انگشتری گشت | ہمہ عالم شود زیر نگینش
بیا بد جائے بر انگشت او باز | کراز ہرہ کہ ازوے سر کشد باز

اسی طرح تاتار خان حاکم گوالیر کا قصہ ہے جو سلطان ابراہیم کے امرا سے تھا اور حضرت غوث جہاں کے مخلصوں میں بھی شمار ہوتا تھا مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ اس کی تحویل سے ملک لیکر دوسروں کو دیدیا ملک تاتار خان نے حضرت مین توجہ کی کہ بندہ کو ایسی سختی پیش آئی ہے اگر آپ ارشاد فرمائیں تو بادشاہ کے پاس جاؤں ارشاد ہوا آج کے دن صبر کرو جو کچھ معاملہ ہوگا کل بیان کرینگے دوسرے روز پھر آکر عرض کیا ارشاد ہوا آج بھی ٹھیرو تیسرے روز حاضر ہوا تو ارشاد ہوا جاؤ اور خاطر جمع رکھو کہ منجانب اللہ وہ جگہ تمہارے واسطے مقرر ہو چکی ہے اس کے بعد بادشاہ نے وہ ملکیت تاتار خان کے حوالہ کی اور اپنے مقرر کردہ حاکم کو معزول کیا۔

نظر صاحبدلان چون کیمیا داں | خزانہ کنت کنزاً ہست ایشاں
یکے را از مدد دل گر بخواہند | بیکدم ہر دو عالم را بہ بخشند

ایک مرتبہ تمام خلفا و خدام حاضر تھے کہ وطن شریف سے قاصد آیا کہ بایزید افغان

نے مقام ظہور آباد عرف کھیڑا کو غارت کر دیا اور اس کا سبب یہ بیان کہ شیخ محمد غوث مغلوں کو چاہتے ہیں اور مجھکو پسند نہیں کرتے اور ہمیشہ انہی کے واسطے دعا کرتے رہتے ہیں اس پر اس نے اپنے نفس کو متحمل نہ کیا بلکہ ہیزم صفت خود کو آتش درویشان میں ڈالدیا جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو نہایت غضب وجلال آیا وضو کیو اسطے جو مشربہ رکھا تھا اٹھا کر دیوار پر مارا اور فرمایا کہ اس نالایق ظالم کا مارا جانا مغلوں ہی کے ہاتھ سے ہوگا دو چار روز کے اندر ہی مغل وہاں پہونچے اور اس کو قتل کر ڈالا ؎

نماند ستمگار بد روزگار | بماند بر و لعنت پائیدار

منقبت چہارم دینا کی چگونگی کے بیان مین

جب حضرت غوث جہان کوہ چنار کی ریاضت اور مجاہدوں سے فارغ ہو کر حضرت پیر جہاں کے قدم بوس سے مشرف ہوئے تھے اسی وقت تمام نعمت وخلافت حضرت نے آپ کو عطا فرمادی تھی اور فرمایا تھا کہ میاں محمد غوث جو کچھ رنج ومحنت حق تعالے سے ایکسو ساٹھ سال مین مجھکو ملی اور پہونچی اس کو مینے برداشت کیا اور تمام عمر توکل کے ساتھ سفر میں گذاری یہ سب تمہارے واسطے تھا اب میں نے سب کچھ وقف کر دیا کیا عیال واطفال اور کیا مال ومنال خوش ہو جاؤ کہ دینا و آخرت کی تمام سختیان ومصائب مین نے خود اپنے اوپر اختیار کر کر تم کو بےغم کر دیا

تانہ افتد بر تو مردے را نظر | کے رسی جائے وز خود یابی خبر

چونکہ یہ سخن صاحب حق کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوا تھا آپ بے ارادہ اس کے مستحق ہوئے کہ اس کو چھوڑ بھی نہ سکتے تھے اگرچہ آپ ہر ایک شئے سے

منہ پھیر کر پشت دے چکے تھے اس باریکی کو سمجھو اور ہوش پیدا کرو کسی ایک شخص کی ہمت کی قیمت کو کم سمجھکر ترک نہ کرو کہ قِیْمَۃُ الْمَرْءِ ھِمَّتُہٗ۔

الغرض جب حضرت غوث اللہ حضرت پیر جہان کی درگاہ سے رخصت ہوکر گوالیر پہونچے اور وہاں اقامت کی تو بانگ درویشی و صدائے عظمت ولایت ہور وتی عالم مین پھیلی عالم و عالمیان ملوک و سلاطین وقت مطیع و منقاد ہوئے مگر آپ کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص مجلس عالی میں دنیا کا نام نہ لے سکتا تھا مشہور و معروف ہے کہ سلطان ابراہیم اور اس اطراف کے ملوک نے بہزار عجز و نیاز خواہش کی کہ لنگر خانہ وغیرہ کے لئے کچھ مدد معاش وغیرہ مقرر کردی جائے ہرگز قبول نفرمایا لیکن جو فتوحات غیبی کہ مثل بارش کے برستی رہتی تھی وہ دن کے دن خرچ کردی جاتی تھی اس زمانہ میں یہ فقیر بھی حاضر آستانہ تھا اور دیکھتا تھا کہ بے شمار فتوح آتی اور اسی دن فقرا و مستحقین کو بانٹ دی جاتی باوجود اس بیشمار فتوح کے مطبخ خاص مین فاقہ ہی ہوتا تھا اور جب تک ایک دو فاقہ نہ ہوتے خوش نہ ہوتے اور اکثر فرماتے کہ وہ صوفی یا فقیر کیسے ہوگا جس کو ماہ یا ہفتہ مین ایک یا دو فاقے نہوں کہ اَلْفَاقَۃُ مِعْرَاجُ الْفَقْرِ طالب کے دلمین جب تک دین و دنیا کی کچھ بھی ہوس سوائے حق کی ہو تو اس پر فتوح کے دروازے نہیں کہلتے اور اگر میرے سلسلہ کے کسی شخص صوفی یا فقیر میں غیر حق کا ایک ذرہ بھی ہو میں اس سے بیزار ہوں اور وہ مجسے نہیں کہ الضدان لایجتمعان دو ضد ایک جگہ جمع نہیں رہتی۔ "یا خانہ جائے رخت بود یا سرائے دوست"

پس اگرچہ دنیا سے آپ کو اس حد تک انکار تھا مگر اس پر قبول کرنا پڑا اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک روز چاشت کے وقت تمام خلفا و خدما حاضر تھے ارشاد ہوا اگرچہ مینے

دنیا کو پس پشت پھینک دیا تھا لیکن چونکہ حضرت پیر جہاں کا فرمان ہو چکا تھا اس لئے اسکا چھوڑنا بھی ممکن نہ ہوسکا نیز حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہ کا قول مبارک اپنے حال کے مطابق پاتا ہوں کہ ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ یا علی آپ نے خدا کو کس طرح پہچانا ارشاد ہوا جو کچھ میں نے چاہا ہو نہ ہوا اور اس کا چاہا ہو کر رہا۔ (حضرت علیؓ کا قول مبارک مشہور خاص و عام ہے اور وہ یہ ہے عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ) پس سمجھ لیا کہ کرنے والا دوسرا ہے یہی حال مجھ پر بھی گذر رہا ہے آج تیسرا روز ہے کہ ہر شب دنیا سامنے آکر استادہ ہوتی ہے پہلی شب زر و جواہر سے آراستہ و پیراستہ آکر دست بستہ کھڑی ہوئی مینے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا دنیا مینے کہا چلی جا یہاں تیری جگہ نہیں اُس نے کہا کہ حکم خدا سے حاضر ہوئی ہوں مین نے فوراً جوتہ اٹھا کر اسکے مُنہ پر مارا اور مارتا ہوا باہر نکالا دوسری شب بھی یہی واقعہ ہوا تیسری شب پھر آئی اور جب میں نے اس کو نکالنا چاہا تو دیکھا کہ حضرت پیر جہاں تشریف فرما ہیں اور ان کے قدموں کا سایہ پناہ میں لئے ہوئے ہے یہاں میری مجال نہوئی کہ کچھ کر سکوں۔

الغرض اس نے حضرت کے پس پشت کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا حضرت حاجی مجھکو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ خدمت کروں اور یہ مجھکو قبول نہیں کرتے ارشاد ہوا میاں محمد اس کو قبول کرو کہ تمہارے فرزندوں کے کام آئیگی اور مجھکو آگے طلب فرماکر اسکا ہاتھ پکڑ کر سپرد کردیا پس مین نے سمجھ لیا کہ یہ شدنی ہے کیونکہ اگرچہ میں اس کو چھوڑ چکا ہوں۔ لیکن وہ مجھے نہیں چھوڑتی عزیز من اس صورت مین دنیا کو دنیا نہ سمجھو اس تجمل کو دنیا نہ کہو بلکہ اسمیں حکمت کی ایک نادر بات پوشیدہ ہے کہ اس کے اندر

ایک عظیم الشان خزانہ پوشیدہ کر دیا ہے اور یہ ایک پردہ ہے کہ ہر کس و ناکس خسیس کی نظرِ اصل پر نہ پڑ سکے ہاں جو سعید دارین و مقبول کونین ہے اس کو بہرہ ملے کیونکہ یہ قاعدہ کلی ہے کہ باردار درخت کو خار سے حفاظت کر کے پھر اوس پر دربان مقرر کرتے ہیں اور خزانہ پر مار کی نگہبانی ہوتی ہے تاکہ نامحرم و ناشائستہ ترش رو اس شیریں نعمت کے اردگرد نہ آ سکے۔

پس سمجھنا چاہیئے کہ دنیا دو طریق پر ہے ایک تو جس کی طلب ہو ایسا طالب دنیا دار ہوتا ہے اور وہ روز و شب اسی کی طلب میں رہتا ہے ایسے کے حق میں آیا ہے اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے اور دنیا اور جو کچھ اسمیں ہے ملعون دوسرا یہ کہ دنیا خود اس کی طالب ہو یہ مردانِ خدا کا حصہ ہے اور وہ اس سے بے پرواہ و فارغ ہوتے ہیں۔ ایسے حضرات محبان و محبوبانِ باری تعالی کہلاتے ہیں اس کی چند وجوہ ہیں دنیا سایہ کی مثال ہے جس کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ اس کو توڑا کاٹا جا سکتا ہے ہاں اگر سایہ کی طرف پشت کر کے چلو تو سایہ بھی پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آئیگا۔ پس یہ لوگ اس کو پشت کے پیچھے ڈال چکے ہیں اور وہ مجبوراً ان کے ساتھ رواں دواں ہے اور یہ ملتفت بھی نہیں ہوئے۔ اس پر ایک حکایت یاد آئی کہ ایک روز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم غیب میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک فوج جا رہی ہے اور اس کے پیچھے ایک عورت زر و جواہر سے آراستہ و پیراستہ رواں دواں ہے اور اس کے پیچھے ایک فوج دوسری ہے جو آپس میں جنگ کرتے اور ایک دوسرے کو کاٹتے چھانٹتے چلے جا رہے ہیں۔ کسی کا سر کٹا کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ندارد

اور کوئی اپنے پیر کٹا چکا ہے۔ الغرض یہ معاملہ دیکھکر آپ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں فوراً جبریلؑ علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمان ایزدی لائے کہ اے میرے حبیب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جو لوگ آگے جا رہے ہیں یہ پرہیزگار و صدیق اور ہمارے محب ہیں جنہوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اور دنیا ان کے پیچھے مثل سایہ کے دوڑی جا رہی ہے کہ ان کو چھوڑنا نہیں چاہتی۔ اور اس کے پیچھے جو لوگ جا رہے ہیں یہ دنیا دار ہیں کہ اس کی طلب میں افتان و خیزاں جنگ کرتے اور بیہوش چلے جا رہے ہیں کہ باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو لڑکی ماں کو دوست دوست کو قتل و کشتہ کر کے متحیر و خراب ہو رہے ہیں چنانچہ اس کو حکم ہے یا دنیا اخدم من خدمنی ولا تخدم من خدمك۔ اے دنیا میرے خادم کی خدمت کر اور جو تیرا خادم ہو اس کی خدمت نہ کر۔ پس یہ طائفہ حق کا محبوب ہے اور یہ سیاہی ان کے رخسارہ پر اس واسطے ہے کہ نامحرم و خبیث کی نظر ان پر نہ پڑے دوسرے یہ کہ یہ لوگ مقبول نظر خداوندی ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندہ کا خادم بنے لہذا دنیا بھی یہی چاہتی ہے کہ ان کی خدمت گذاری کا فخر حاصل کرے۔

نیز کل جہاں میں یہ بھی شامل ہے کہ من له المولی فله الکل پس یہ حاصل ہوا کہ اس کا طالب تو دنیا دار ہے ورنہ یہ دنیا نہیں یہ لوگ دنیا کی محبت نہیں رکھتے۔ ہر چیز میں محبت شرط ہے کہ حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ فرمایا گیا ہے جیسا کہ مشہور و معروف ہے شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے یہاں زریں سامان حتی کہ میخیں بھی اور زرباف و طناب ابریشمی وغیرہ کا کوئی

شمار نہ تھا مگر چونکہ ان کے دل میں اس کی مُحبّت نہ تھی ان کو کوئی ضرر نہ ہوا۔ اسی طرح حضرت شیخ بہاءالدین ذکریا قدس اللہ سرہٗ نے جب اس عالم فانی سے سفر آخرت کیا تو اس قدر مال و منال چھوڑا کہ حد و حساب نہ تھا آپ کے سات فرزند تھے اور ہر لڑکے کے حصہ میں کئی کئی من سونا آیا تھا تو دوسرے اسباب کا کہنا ہی کیا لیکن اس سے آپکی درویشی میں کوئی نقصان پیدا نہ ہوا چنانچہ آپ کا فضل و کمال و بلاغت مشہور ہے۔ مگر یہ بات بغیر برہان کے ظاہر نہیں ہوتی کہ صادق اور کاذب کا فرق ظاہر ہو جائے۔

چنانچہ حضرت شیخ بہاءالدین ذکریا قدس اللہ سرہٗ سفر میں تھے کہ آپکے مکان میں چوری ہو گئی جب اطلاع ہوئی تو آپ نے یہ خبر سنکر کچھ دیر سر جھکایا اس کے بعد سر اٹھا کر الحمدُ للہِ کہا چند روز کے بعد خبر ملی کہ چوری شدہ مال و اسباب واپس ملگیا اس خبر پر بھی آپنے سر جھکا کر الحمدُ للہِ کہا ایک شخص نے جو دونوں وقت پر حاضر تھا دریافت کیا کہ یا حضرت دونوں مرتبہ سر جھکا کر الحمد للہ کہنے میں کیا بھید تھا آپنے فرمایا سر جھکانا صرف اسوجہ سے تھا کہ دیکھوں آیا دلمیں مال کی محبت ہے یا نہیں اور مال و اسباب کے چوری جانے پر رنج و غم ہوا یا نہیں سو بحمد اللہ دل میں اس کا کوئی نشان نہ پایا تو الحمد للہ کہا دوسری مرتبہ دیکھا کہ مال ملنے پر دل میں کوئی خوشی پیدا ہوئی یا نہیں سو وہ بھی نہ پائی تو اس پر الحمد للہ کہا کہ دونوں حالت میں دل ایک رنگ پر قائم رہا۔ یہاں سے سمجھ لینا چاہیئے کہ ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں ہے سب حکم باطن پر ہوتا ہے کہ منظر حق ہے اِنَّ اللہَ تَعَالٰی لَا یَنظُرُ اِلٰی صُوَرِکُم وَلَا اِلٰی اَعمَالِکُم وَلٰکِن یَّنظُرُ اِلٰی قُلُوبِکُم وَ اِلٰی نِیَّاتِکُم ط یہ سنکر اس شخص نے کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے مجھے دو اور تم یہاں سے روانہ ہو فرمایا بہت خوب اسی دم جبہ و بالا پھینکر عصا ہاتھ میں لیکر روانہ ہوئے مگر چونکہ یہ ایک آزمائش تھی اور برہان ظاہر ہو گیا

لہذا واصل مقصود ہوا اور آنحضرت کو نہ چھوڑا کہ بر و بحر کے مسافر تھے اس سے کوئی کام نہ تھا۔ پس اے عزیز دنیا اگرچہ دُنیا ہے مگر ایسے حضرات کو کیا نقصان کر سکتی ہے کہ ان کی ہمت پر نظر کرنا چاہیئے اور اُن کا کام دیکھنا ضروری ہے کہ کیا کرتے ہیں قیمت المرءِ ہمتہٗ اگر ہمت کامل نہ ہوتی تو یہ خسیس دنیا کہ جسکا ترک راسُ کل عبادۃٍ اور جسکی محبت رَاسُ کل خطیئۃ ہے باوجود اس ابدی نعمت اور سرمدی ولایت کے خاص مراتب غوثی تک کیسے پہونچ سکتے تھے۔ لیکن چونکہ کار غلطی پر نہ تھا ہر شخص کے حوصلہ اور استحقاق پر کسی شئے کا حصول منحصر رکھا گیا ہے تاکہ اس کو تحمل کر سکے۔

سب پر ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ باوجود مراتب خلت (اور نبوت) کے ہزارہا گائے اور اونٹ گھوڑے اور بکریاں وغیرہ رکھتے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ملک مصر بخشا گیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو عیال و اطفال اور مال و منال کو خود ترک کر کے عالم باقی کی تمنا کی ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ زہے پہلوانان پرزور کہ دنیا و آخرت کا اسقدر بار اٹھائے ہوئے سبک تر چلے جا رہے ہیں اور کسی طرح گران نہیں ہوتے۔ بیشک رستم کا بار رستم ہی اٹھا سکتا ہے غریب ناتوان و مشت استخوان سے کیا ہوتا ہے پس ایسا مرد چاہیے کہ اس گروہ کو مختلف لباس میں پہچان سکے اور ان سے بہرہ پائے یہانتک کہ ان جیسا ہو جائے کہ ان کی نظر و صحبت عین اکسیر ہے۔

مردمی باید کہ باشد شہ شناس   تا شناسد شاہ را در ہر لباس

پس خود کو کسی کی صحبت میں چھوڑنا نہ چاہیئے جب تک اس سے ساز نہ ہو اور اس باطل فکر میں خود کو نہ ڈالے کہ فلاں بزرگ یا درویش دنیا دار ہے میں بھی اسی کے

دربے ہوکر ویساہی ہوجاؤں ایسا قصد بطالت میں ڈالدیتا ہے اور مقصود نا افتادہ طلب کے دام میں پڑجاتا ہے اور یہ سب کچھ پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ طلب ہاتھ سے نہ دے اور بغیر توجہ کے نہ رہے کہ غیر کی محبت زندگی اور مرگ کی خوار کرنے والی ہوتی ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ اگر اس مقدار کا حوصلہ نہیں ہے اور تیرا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا تو سب سے بہتر یہ ہے کہ گوشہ گیری اور بے کوشی اختیار کرے اور خود کو اس حال میں رکھنا چاہیئے کہ درون بازندی اور بیرون خندان العینی باطن میں رند اور ظاہر کے لباس میں خندہ رو) اور یہ کمال ہنر ہے محقق اور صدیقون کا اور یہ طریقہ بے بہا خاص درویشوں کا ہے اور یہی حاصل ہشیار مستوں اور بے نشان گمناموں کا ہے جب ایسی زندگی تجبہ پر ثابت ہوجائے تو یقین ہے کہ فنا سے گذر کر بقا پذیر ہوگا کہ سلامتی کی راہ اور امن کی گند یہی ہے اگرچہ دوسرے طریقہ بھی اس قسم کے ضمن میں ہیں۔ لیکن رہزنوں سے فارغ نہ ہوکہ اگر گذر گیا تو سلامت ورنہ اگر گرا تو برباد۔ از مؤلف۔ قطعہ

نیست گر قوتے درون توآن	تا توانی کشید بار ہمہ
ہست اولیٰ بفقر و فاقہ لبساز	بے قوت از کجا رسد بہ ہمہ

منقبت پنجم در بیان وفات و نعمت سپردن

حضرت پیر جہان شیخ ظہور الحق والشرع والدین حضرت حاجی حمید الدین حضور قدس اللہ سرہ کی وفات اور حضرت غوث الاسلام والمسلمین حاجی حمید الدین عرف حضرت شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز کو نعمت سپرد کرنے کا بیان۔

ابیات در مدح حضرت ایشان

یا ظہور الحق ظہور غزنوی	نعمتم دہ ظاہری و باطنی
شمس دین مصطفے حاجی حمید	کاشف اسرار قرآن مجید
سرنشین مسند ایوان عشق	شہسوار لشکر میدان عشق
شمع جمع عارفان حق وے است	مجلس ابرار را رونق وے است
ذات او بد محو اندر عین ذات	ہم صفاتش بود محو اندر صفات
پادشاہ کشور توحید اوست	فیض بخش گلبن تجرید اوست
سر وحدت را بیان از وے طلب	واحدیت را نشان از وے طلب
بود او مستغرق دریائے بحت	فیض او شامل بخلق فوق و تحت
گر کنی نام او را ورد زبان	در خیالش را کنی پیوند جان
ہم فنا فی اللہ حاصل گرددت	ہم بقا باللہ حاصل گرددت
آفتاب عشق را خاور توئی	بیکساں را در جہان یاور توئی
از شراب شوق پر کن جام من	وز زلال عشق تر کن کام من
رہ نما سوئے صراط مستقیم	دور دارہ از شر شیطان رجیم
زان قبل دہ مر مرا ہستی حق	در نظر ناید بجز ہستی حق
غوثی بیچارہ را اے پیر پیر	روز محشر پیش داور دستگیر

الغرض جب حضرت غوث جہان گوالیر مین پہونچکر مشغول بخدا ہوئے تو چند ایام گذرنے پر آپ کے جسم مبارک پر مرض خیارگ کی زحمت ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے چھ ماہ تک بہت تشویش رہی اور اس رنج کے حال مین ایک گوشہ میں چھ ماہ

اس طرح گذرے کہ اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت باقی نہ تھی البلاء موکل بالانبیاء ثم بالاولیاء
اسی حال میں دلمین یہ فیصلہ کیا کہ جب اس ملال و دکھ سے صحت ہوگی حضرت پیر
جہان کی خدمت مین آدمی و عریضہ روانہ کروں گا جب اس مرض سے صحت پائی
اور اس رنج سے کنج سلامتی مین آرام گزین ہوئے۔ چند آدمیوں کے ہمراہ عریضہ
و رسائل روانہ کئے ابھی وہ لوگ راہ میں تھے کہ اس جگہ حضرت پیر جہان کو عالم
استغراق مین غیب سے مطلع کیا گیا اور آپ نے شیخ سکندر سے فرمایا کہ آج مجھکو
اطلاع ہوئی ہے کہ اس عالم دون و سفلی سے عالم عقبیٰ میں آؤں اور دار فنا سے
دار البقا کا سفر اختیار کروں مینے جواب دیا ہے کہ چار روز کے بعد آؤں گا۔ کیونکہ بندگی
میان محمد غوث کے آدمی راستہ میں ہیں جب وہ آجائیں گے تو صاحب مقام کو
دستار عطا کر کے اُس عالم سے اس عالم میں آؤں گا۔

اس واقعہ کے چوتھے روز حضرت غوث العالم کے فرستادہ قاضی رکن الدین اور
قاضی خدا بخش حضرت پیر جہان کی خدمت میں پہونچے جب آپ کو اطلاع ہوئی تو
نہایت خوش ہو کر اسی وقت روبرو طلب فرمایا اور انواع انواع پرسش و کرم
فراوان سے نوازا کہ بندگی میاں خوش و تندرست ہیں انھوں نے عریضہ و
رسائل پیش کر کے جملہ احوال اور مرض کی حالت بیان کی کہ بندگی میان کو خیارک کا
مرض ہو گیا تھا اور ایک مدت دراز تک رہا۔ جب صحت کامل و شفائے عاجل
ہوئی تو ہم کو حضور مین روانہ کیا آپ نے فرمایا کہ مجھکو بھی ایک مدت سے الٹی
ران کا درد ہو رہا ہے جو کچھ رنج بندگی میان کا دنیا و آخرت مین تھا مینے اپنے
اوپر لے لیا۔ اسی گفتگو کے درمیان آنکھ بند کر کے عالم استغراق میں گئے۔ جب

اس عالم سے چشم وا کی تو فرمایا کہ خواجہ احمد آج پھر حکم ہو رہا ہے کہ چوتھا روز ہے
کہ تمام انبیاء اولیاء تمہاری ملاقات کے منتظر ہیں جلد اس عالم سے سفر کرو اور
اسی وقت جبہ و دستار طلب کر کے اپنے دست مبارک سے قاضی رکن الدین و
شیخ خدا بخش کے سپرد کیا۔ اور اپنی جانب سے حضرت غوث الاسلام کے نام
فرمان لکھوا کر اپنے دست مبارک کے نشان و دستخط سے مزین کیا اور قاضی
مذکور کے حوالہ کر کے فرمایا کہ یہ مینے اپنی موجودگی میں لکھوایا ہے اور جو کچھ مرے سفر
کے بعد ہو گا وہ شیخ سکندر کی کتابت سے معلوم ہو گا اور بندگی میان سے زبانی
کہدینا کہ اس درویش نے اپنا قائم مقام اُن کو کیا اور تمام خلفا و مریدین اور خدما
و معتقدین کو تمہارے حوالہ کیا جس کو قبول کروگے مقبول اور جس کو معزول کروگے
معزول ہو گا یہان تک کہ اپنے قالب کا صندوق قبر میں امانت رکھکر تمہارے
سپرد کیا۔ اور وہ مکتوب الیہ بعینہ درج رسالہ کیا جاتا ہے اگرچہ اس کی اکثر باتین اوپر
بیان ہو چکی ہیں مگر صرف اس واسطے کہ اس شخص کو جو اس دولت و مرتبہ پر پہونچنے
والا ہے معلوم ہو جائے کہ اہل اللہ و صدیق حضرات اور اہل تشبیہ و صاحب صورت
کے کام میں کیا فرق ہے۔

اور اس فرمان کا مضمون عالی یہ ہے

صحیح فی الدنیا والآخرۃ بندگی حضرت شیخ المشائخ میان محمد غوث متع اللہ المسلمین
بطول بقائہ از ظہور شمس الضاری المقدسی مطالعہ فرمایند۔ تمام احوال قابل شکر ہے
قل الحمد للہ دائماً۔ معلوم و روشن ہو کہ اس درویش کو بھی بیس رمضان سے
ران کا درد ہوا تھا اور جو کچھ حال و احوال اور اقوال اس فقیر کا ظاہر و باطن تھا

آن فرزند کو سونپ کر اپنا قائم مقام کیا بلکہ قالب کا حکم بھی تم شیخ المشائخ کے ہاتھ میں دیا۔ چنانچہ اپنی موجودگی مین صندوق طیار کرا کر حاضران مجلس کو (تمہارے) آدمیون کی موجودگی مین نصیحت کردی ہے کہ ہم کو امانت رکھو قالب کا اختیار بھی فرزندم میان محمد غوث کو دیا جس جگہ وہ قابل سمجہیں لیجائیں دوسرے یہ کہ آن فرزند کو اپنا قائم مقام کرکے جملہ خلفا و مریدین کو حوالہ کیا جسکو آن فرزند مقبول کرے مقبول اور جس کو مردود کرے مردود اور جبہ و دستار اپنے حضور تمہارے آدمیون کے سپرد کردیا یقین کرلو کہ جو کچہ رنج و مشقت اس فقیر نے اٹھایا اور درگاہ حق میں توکل پر ثابت رہا وہ سب آن فرزند کے واسطے تہا یہ فقیر درخت کے سایہ مین مرقد کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جو اس فقیر کے سفر کے بعد ہوگا وہ شیخ سکندر کی کتابت سے معلوم ہوگا۔

دولتے دال پر غلط نہ بود ۔۔۔ ہر کرا داد داد بر مقدار

اور شیخ سکندر کے خط کا یہ مضمون ہے

بندگی حضرت شیخ المشائخ والاولیا معدن الجود واللقا برگزیدہ حضرت کبریا ناقد الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ بندگی حضرت شیخ حاجی حمید عرف حضرت شیخ محمد غوث سلمہ اللہ تعالیٰ بعد خدمات فراوان و تحیات بے پایان از فقیر حقیر سکندر خاکروب آستانہ حضرت سلطان الموحدین ظہور الحق والدین مطالعہ فرمایند کہ رمضان کی تیئیس تاریخ کو حضرت پیر جہاں کی الٹی ران میں درد پیدا ہوا تہوڑا تہوڑا درد ہوتا رہا۔ آخر ذی الحجہ کی سولہ تاریخ کو تمام خلفا و مریدین کو جمع کرکے فرمایا کہ آج فقیر کا سفر ہے اس عالم سے مسافر ہونگا۔ ناگاہ آنکھ بند کرکے عالم استغراق مین مستغرق ہوئے دو تین گھڑی کے بعد آنکھ کھولکر فرمایا کہ فرمان ہوتا ہے اے درویش تمام انبیا و اولیا تیری

ملاقات کے منتظر ہیں اس فقیر نے جواب دیا چار روز نہیں آتا کہ بندگی میان محمد غوث کے آدمی آتے ہیں اُن کے آنیکے بعد اپنا حال و احوال کہکر جبہ و دستار صاحب مقام کو اپنے حضور میں تسلیم کرکر آؤنگا۔ اس حکایت کے دوسرے دن قاضی رکن الدین و شیخ خدابخش معہ مبلغ پانچسو ۵۰۰ ٹنکہ کے پہونچے حضرت کو اطلاع کیگئی اپنے حضور مین طلب کرکے نہایت خوش ہوئے اور جو کچہ مبلغ ارسال کیا تہا اس سے سفر و عرس و سوم کا سامان کیا اور جبہ و دستار اپنی موجودگی مین قاضی رکن الدین کے حوالہ کیا اور کتابت بھی اپنی موجودگی مین تحریر کرا کے قاضی مذکور کے حوالہ کی کل کیفیت حضرت پیر جہاں کے خط سے معلوم ہوگی دیگر واضح ہو کہ خلفا و مریدین خود کو آنحضرت کے حوالہ کیا جس کو بندگی حضرت شیخ المشائخ ثابت رکھیں وہ ثابت نیز اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ہمارے صندوق کو امانت رکھو بندگی حضرت محمد غوث آنے کے بعد جو مناسب سمجہیں گے کرینگے بعدہ اکیس ۲۱ ذی الحجہ کو ایک پاس شب باقی تھی کہ یکایک فرمایا۔ یارو اٹھو رحمت کا وقت ہے اس درویش کو پھر حکم ہوتا ہے کہ آج چوتھا روز ہے کہ تمام انبیاء اولیا تمہاری ملاقات کے منتظر ہیں۔ شتاب آؤ اور اسی وقت چوڈول پر سوار ہوکر باہر آئے اور اپنے حضور مین قبر درست کرائی بعدہٗ اس چوڈول کو درخت کے سایہ کے نیچے لائے۔ جو کوئی اپنا حال عرض کرتا فرماتے فرزندم میان محمد غوث کے حوالہ کیا۔ یہانتک کہ صبح صادق چمکی اور آپ سر سے پا تک چادر اوڑھکر شغل مع اللہ کے ساتھ دار الفنا سے دار البقا کو رحلت فرماگئے۔

دیگر معروض کہ اس خاکروب آستانہ کو خاکروبی آستانہ کی خدمت پر نواز کر جامہ خلافت عطا فرمایا لیکن ثابت جب ہی ہوسکیگا کہ جب آنحضرت قبول فرمائیں گے۔

فی الجملہ حضرت غوث الاسلام والمسلمین کا نعمت پانا اور بخطاب غوثی مشرف ہونا یوں تھا کہ ایک دیگ پکی پکائی ملی اور ایک خود تیار کی کہ ریاضت ومجاہدے کے واقعات سُنئے جن کا پایان نہیں ہاں گرسنہ چاھیئے کہ خوان پر الوان کے تفحص میں ہوکر ابدی نعمت اور سرمدی دولت تک پہونچے اور اس سے بہرہ پائے کم حوصلہ اس سے محروم رہتا ہے کور کو ہر حال میں ضرورت ہے اگرچہ مشعل ہاتھ مین ہوا

تمام شد مناقب حضرت شاہ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز۔

مصنف مناقب غوثیہ نے سنہ ۹۴۱ھ تک کا حال لکھا ہی جسمین آپکے ابتدائی حالات ریاضت ومجاہدات نیز کشف وکرامات کا بیان ہی لہذا مناسب معلوم ہوا کہ معتبر کتب سے سنہ ۹۴۱ھ کے بعد کے حالات آپ کے وصال تک لکھدیئے جائیں کہ آپ کی سوانح کا ایک مختصر تذکرہ جمع ہوجائے ذیل کے واقعات دوسری کتابوں سے لئے گئے ہیں۔

اوراد غوثیہ (جو حضرت شاہ محمد غوث قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہے اس میں آپ تحریر کرتے ہیں ایک شب میں اپنے وقت میں حاضر تھا یکایک صدا پیدا ہوئی کہ یہ وقت معموری وحضوری کا ہے باہر آؤ جب فقیر باہر آیا کیا دیکھتا ہے کہ تمام عالم باہر آچکا ہے اور ایک دریا ایسا ظاہر ہوا ہے کہ تمام عالم کو جسمیں لے آئے ہیں کوئی ایسا نہیں رہا جو اس دریا میں نہ آگیا ہو اور کیا دیکھتا ہوں کہ دریا کے مرکز میں ایک تخت ہے ملون ومجلا اور اس تخت کے سامنے دو تنہ دریا سے باہر آئے ہیں ایک آتشی دوسرا آبی اور ایک بزرگ مرد بیٹھا ہوا تخت کی حفاظت کر رہا ہے تمام خلق دریا مین آچکی ہے۔ مگر کوئی نصف تک نہیں پہونچا مگر چند شخص جن کو فقیر پہچانتا ہے فقیر آگے بڑھکر تخت کے نزدیک پہنچا تخت کے محافظ نے کھڑے ہوکر فقیر کا ہاتھ پکڑ کر

تخت پر بٹھایا اور اپنے بدن سے پیراہن اُتار کر فقیر کو پہنایا اور بائیس ۲۲ تنہ جمال کے تنہ سے فقیر پر نچھاور گئے اتنا ہی فقیر کے قصر سے کم ہوا اور تین طبق جلال کے تنہ سے زیادہ طلب کیا تو فرمایا کہ تمہاری شان مین یہین تک تھا۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا فریدالدین شکر گنج۔ فقیر نے ان کے سر وپا کو بوسہ دیا اور پوچھا یہ کیا ہے فرمایا دریائے ہستی اور یہ تخت رب العالمین ہے اور یہ دونوں شاخین جمال اور جلال کی ہیں جو ولی ونبی اس مقام میں پہونچتا ہے۔ اس شرف سے مشرف ہوکر واپس ہوجاتا ہے۔ دوبارہ سوال کیا کہ آپ تنہا اس کے محافظ ہیں فرمایا چار شخص فقیر نے پوچھا دوسروں کا کیا نام ہے فرمایا سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی وخواجہ جنید بغدادی وخواجہ ذوالنون مصری قدس اللہ اسرارہم یہ درویش اپنے وقت پر رہتے ہیں جو شخص ان کے زمانہ مین پہونچتا ہے اس کو خلافت کا جامہ دیتے ہین اور بقدر استعداد جمال وجلال پہونچاتے ہین قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

اس کے بعد فقیر نے سوال کیا تمہاری پیدائش تو امت محمدی مین ہوئی ہے اس مرتبہ کی نگہبانی کس طرح سے ہے حضرت نے فرمایا ہماری حقیقت اس مرتبہ سے تعلق رکھتی ہے ظہور سے پہلے بھی اور بعد بھی اس جگہ تن کا شمار نہیں پھر فقیر نے عرض کیا کہ یہ چند شخص جو نظر آتے ہیں کسطرح پہونچے ہیں حضرت نے فرمایا سالہا سال گذرے تمام عالم اس مین گر چکا ہے کوئی بھی نہیں پہونچا تم ان کو قریب دیکھتے ہو۔ دور پڑے ہوئے ہیں اتنی استعداد ہی نہیں کہ یہانتک پہونچین قرنوں کے بعد تم پہونچے ہو۔ رسیدگان کا محاسبہ دیکھکر سمجھا اور واپس ہوا حضرت نے فرمایا تمام افتادگان تمہارے تابع ہیں جو قبول نہ کرے بے نصیب ہوگا۔ جب کنارہ پر

پہونچا تمام خلق فقیر کے دنبال میں تھی۔ مگر معدودے چند ان کو پہچانتا ہوں پھر اپنے حال میں آیا ایسا حظ پایا کہ تحریر میں بیان ناممکن۔

اس سے کچھ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت بادشاہ ہمایوں بادشاہ جہانگیر نے حضرت (فریدالدین احمد عرف شیخ) بہلول جہانیاں گیر سے بیعت کی شیخ نے اس فقیر سے تفاوت قبول کیا جس کی وجہ سے شیخ کو بہت تشویش ہوئی کہ ممکن التحریر نہیں خیال ہوا کہ اگلے مشائخ کو بھی ایسی تشویش واقع ہوئی ہوگی۔ اسی فکر میں تھا کہ حضرت سلطان الصوفیان شیخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ العزیز تشریف لائے اور کہا شیخ محمد غوث ایسی فکر نہ کرو کہ بادشاہان پیشین اور اگلے درویشوں سے زیادہ اس درویش کو عالم کی تشویش پہونچی ہے آخر بخیر ہے تمہارے واسطے ایک تحفہ لایا ہوں قبول کرو جامہ خلافت عطا کر کے چوڈول میں سوار کیا اور کہا کہ اگر اسوقت تشویش ہوئی تو آخر ترقی ہے جتنی تشویش زیادہ اتنی ترقی بھی زیادہ۔

شہنشاہ بابر کے عہد میں تاتار خان حاکم گوالیر پر اس طرف کے راجہ نے فوج کشی کر کے محاصرہ قائم کر دیا تھا۔ تاتار خان نے بادشاہ سے مدد کی درخواست کی۔ بابر بادشاہ نے فوج روانہ کی جس نے محاصرین کو شکست دی لیکن تاتار خان نے فوج کو قلعہ میں نہ آنے دیا جس پر فوج واپس ہوگئی۔ میدان خالی پا کر راجہ نے دوبارہ قلعہ کو محاصرہ میں لے لیا اس زمانہ میں حضرت غوث الاولیا قلعہ کے اندر مقیم تھے اور طلباء کے درس و افادہ میں مشغول تمام صوبہ والے آپ کو خدا رسیدہ بزرگ سمجھتے تھے اور صاحب کشف سمجھکر نازک اور اہم معاملات میں رائے اور مشورہ طلب کرتے۔

اس موقع پر تاتار خان اپنی پہلی سرد مہری کی شرمندی کے باعث بابر سے

مدد طلب کرنیکی جرأت نہ کر سکا اور گھبرایا ہوا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا حضرت اقدس قریبًا ایک ماہ سے ہمارے پاس سامان خوراک بالکل نہیں ہے اہل قلعہ کی حالت ایسی خستہ ہوگئی ہے کہ خروج کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے اب کیا کیا جائے آپ نے فرمایا تم کو کسی نہ کسی کی اطاعت کرنا پڑیگی لہذا مغل شہنشاہ سے دوستی کر لو اُس نے کہا یہ کیونکر تو آپ نے فرمایا قلعہ ان کے حوالہ کردو اسنے کہا پھر دشمن ہی کے حوالہ کیوں نہ کروں میرے لئے دونوں صورتیں یکساں ہیں آپ نے فرمایا ہندوں کی طرف سے تم کو ہر وقت اپنے استیصال کا خوف دامنگیر رہیگا بخلاف اس کے اگر تم شہنشاہ کے وفادار رہو تو رسول اللہ کے پیرو تم کو حکومت سے برطرف نہیں کرینگے۔ اُس نے کہا شخصی سلطنت میں کوئی حاکم محفوظ نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا اس وقت تم کون سے محفوظ ہو جبکہ ایک جابر دشمن تمہارا محاصرہ کئے ہوئے ہے اور تم پر وہ تمام مظالم کرنیکے لئے آمادہ ہے جو ایک فاتح قوم اپنے مغلوب مخالفوں پر بالعموم روا رکھتی ہے اور تم اپنے ہی قول کے مطابق اسکے مقابلہ سے عاجز ہو تم نے اپنی موجودہ مشکلات میں میری رائے طلب کی ہے جو میں نے ظاہر کردی مغل شہنشاہ سے اتحاد کر لو انہوں نے پچھلی دفعہ جن شرائط پر تم کو کمک بھیجی تھی ان کا لحاظ کرتے ہوئے قلعہ ان کے سپرد کردو اور ان کے نائب کی حیثیت سے یہاں حکومت کرو اگرچہ تاتار خان کو آپکی رائے سے اتفاق نہ تھا لیکن مجبورًا بادشاہ سے درخواست کی گئی پانچ ہفتہ گذرنے پر قلعہ والے سخت مشکلات میں پھنس گئے کہ فی کس چار متقال چاول پر قناعت کرنا پڑی ہر طرف آہ و بکا کا شور گونج رہا تھا محاصرین نے باہر سے ایسا بند و بست کر لیا تھا کہ کسی صورت سے رسد اندر نہ جا سکے تاتار خان جواب شاہی کے انتظار میں تھا سب لوگ اپنی مصیبتوں کا ذمہ دار

تاتارخان کو سمجھتے تھے اور جب اس کو جان کا خطرہ ہوا تو حضرت کیخدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ لوگ قحط و وبا کی وجہ سے دیوانہ ہو رہے ہیں اور مجھے قتل کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں آپ نے فرمایا میں خود جا کر ان کو تسلی دونگا ابھی تمہاری سفارت کے جواب کا وقت نہیں آیا مین ان کو مزید ایک یا دو روز کے لئے صبر کے ساتھ انتظار کرنیکی تلقین کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس اثنا میں جواب آجائیگا۔ اگر یہ ہماری حسب خواہش ہوا تو تشویش کی کوئی وجہ نہیں اگر ناموافق ہوا تو اس وقت غور کر کے فوری اور فیصلہ کن تدابیر اختیار کی جائینگی۔

آخر آپ نے بازار میں جا کر اہل شہر کے سامنے ایک تقریر کی لوگ ان کو ولی کامل سمجھتے تھے اور ان کی باتوں کو الہام کی طرح توجہ سے سنتے تھے چنانچہ ان کی نصیحت سنکر وہ نالہ و بکا ترک کر کے سکون کے ساتھ تاتارخاں کے جواب مین بابر کے فرمان کا انتظار کرنے لگے۔ الغرض بابر کی فوج سے خفیہ راستہ سے سامان رسد اندر بھیجا گیا اہل قلعہ کو سکون خاطر نصیب ہوا اور تاتارخان نے تازہ دم ہو کر دشمن پر شبخون مار کر کچھ غنیمت ورسد حاصل کی باشندگان گوالیر کا عام خیال تھا کہ اگر مغل فوج دشمن کو شکست دیدے تو قلعہ ان کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ بابر کی حکومت ہر دلعزیز تھی اور گرد و نواح کے تمام حکمران اس سے خائف تھے اس کے جنگی کارناموں کا آوازہ قوموں کو لرزہ براندام کر دیتا تھا اس کی دوستی ایک رحمت تھی اور اس کی دشمنی ایک زحمت۔

الغرض اس عارضی فتح سے تاتارخان کی نیت پھر بدل گئی اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یا حضرت ہم نے مدد مانگنے میں جلدی کی ورنہ ان دشمنوں پر تدبیر صائب سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے آپ نے سمجھایا کہ تم عارضی کامیابی سے

برخود غلط ہو جاتے ہو لیکن یقین کر لو اگر تم احتیاط نہیں کرو گے تو ایک لمحہ کی فوری کامیابی وہ کام کرے گی جو ایک چنگاری بارود پر کیا کرتی ہے۔ اب تم کو عہد کے خلاف چلنا مناسب نہیں۔ بددیانتی کسی حالت میں اچھی نہیں ہوتی تم کو سفیر بھیجنے سے قبل ہی اس کا فیصلہ کر لینا تھا اگر تم صرف اپنے آرام و عیش کی خاطر رفاہیت عامہ کا خیال ترک کرو گے تو قابل وقعت نہیں رعایا کو بھی اپنی جانیں عزیز ہیں۔ اخلاقاً ان کو خطرہ مین ڈالنے کا تم کو کیا حق ہے تم نے مجھسے مشورہ طلب کیا اور میں نے صاف دلی سے سمجھا دیا ہے کہ اگر اب کی دفعہ بھی بدعہدی ہوئی تو اس کے نتیجہ کے ذمہ دار تم خود ہو گے تاتارخان اس گفتگو سے رنجیدہ تو ضرور ہوا لیکن خاموش چلا گیا ادھر بابری فوج نے ایک فیصلہ کن جنگ کے بعد محاصرین کو فرار پر مجبور کیا۔ دوسرے دن مغل سردار نے شرائط کی بجاآوری چاہی۔ جس پر تاتارخان نے حیلہ حوالہ کر کے انکار کر دیا مغل سردار نے دوبارہ پیام بھیجا کہ ممکن ہے دشمن باہر سے حملہ کر دے لہذا فوج کو قلعہ کے قریب اُترنے کی اجازت ہو اور ہمیں حضرت شیخ محمد غوث کے علم و فضل کا بڑا شہرہ سُنا ہے لہذا ان سے ملنے کی اجازت بھی ہو تاتارخان نے دونوں باتین منظور کر لین اندر حضرت نے نہایت پُرتکلف دعوت کا سامان کیا۔ قلعہ کے سردار بھی مدعو کئے گئے مغل سردار کے ہمراہ فوج بھی اندر آگئی۔ مغل سردار خود شہنشاہ بابر تھا۔ جب تاتارخان کو یہ معلوم ہوا تو سوا خاموشی کے کیا چارہ تھا لیکن بقول صاحب تاریخ فرشتہ بابر نے سلک امرا مین منسلک کر دیا۔ ملخصاً اندر رسالہ عالمگیر

جنت آشیانی شہنشاہ ہمایوں کو حضرت شیخ محمد غوث اور آپ کے بڑے بھائی حضرت شیخ فریدالدین احمد عرف شیخ بہلول سے بیحد عقیدت تھی۔ حضرت شیخ بہلول حضرت

شیخ ظہور حاجی حمید حضور کے خلیفہ ہیں۔ بے نہایت لوگوں کے دل آپ کے پنجہ تصرف میں تھے۔ شاہ سے درویش تک اور بڑے سے چھوٹے تک ایک زمانہ آپ کی خدمت مین مریدانہ زانوتہ کرتا تہا اقسام دعوت بہت کچھ یاد تہیں آپ کی ظاہری خواہشیں اور باطنی قوتین دوئی کے سنگلاخ سے نکلی ہوئی تہیں اور وحدت کے سبزہ زار پر خراماں خراماں سیر اکرتی تہین۔ دو جہانی کمالات آپ کو حاصل تھے اخروی اعمال اور دنیاوی مآل یہ دونوں چیزین آپ کے حصہ مین آئی تھین۔ جنت آشیانی شہنشاہ ہمایوں آپ کا مرید تھا نیز ہمایوں کے اُستاد اور ہمایوں سلطنت کے صدر الصدور مولانا جلال الدین تتوی اور مولانا محمد فرغلی بھی بیعت میں شامل ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں اور بھی علما و فضلا آپ کے مرید ہوئے تھے۔

اذکار ابرار

شہنشاہ جہانگیر نے تزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ جب سواد بیانہ مین نزول اجلال کا اتفاق ہوا تو میں اہل حرم کے ساتھ سیر کی خاطر قلعہ پر گیا محمد بختی نے ایک بلند مقام پر منزل قرار دی نہایت عمدہ جا اور پرفضا آب و ہوا تھی۔ جنت آشیانی کے زمانہ سے قلعہ کی حفاظت محمد بختی کے سپرد ہے قریب ہی شیخ بہلول کا مزار ہے اور بافیض ہے شیخ حضرت شیخ محمد غوث کے بڑے بھائی ہیں۔ دعوت اسمار کے علم مین ید طولی رکھتے تھے۔ جنت آشیانی کو شیخ مذکور سے بیحد حسن عقیدت اور کمال درجہ پر محبت کا رابطہ قائم تھا۔ جس زمانہ میں جنت آشیانی ولایت بنگالہ کی تسخیر میں مصروف تھے مرزا ہندال کو آگرہ میں ٹھہرنے کا حکم تہا کچھ فتنہ جو اور فساد پیشہ زر کے بندہ مرزا کے پاس جمع ہوگئے اور بادشاہی کی ہوس دلائی۔ مرزا نے ناعاقبت اندیشی سے بیوفائی کی راہ اختیار کی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ جب صورت واقعہ سے اطلاع ہوئی آنحضرت نے شیخ بہلول

کو نصیحت کی خاطر روانہ کیا کہ اس باطل ارادہ سے مرزا کو بچا کر شاہراہ اخلاص پر چلایا جائے لیکن مرزا کے دماغ مین یہ خیال پختہ ہو چکا تھا۔ اس نے نصیحت قبول نہ کی اور چار باغ مین کہ فردوس مکانی بابر بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے شیخ کو شہید کر دیا محمد بختی آپ کی نعش بیانہ مین لے آیا اور روضہ بنایا۔

سفر گجرات

جس زمانہ مین جنت آشیانی ہمایوں بادشاہ نے دہلی سے یکسوئی اختیار کر لی تھی اور افغان سور کا غلبہ ہوگیا تھا۔ تب غوث الاولیاء گجرات تشریف لے آئے تو صدہا صاحبان آپ کی خدمت سے انسانی کمالات کو پہونچ گئے۔ سلاطین گجرات مین سلطان محمود ثانی آپ کا عقیدت مند تھا اور حضرت شاہ وجیہ الدین کہ عالم ربانی و فاضل متبحر تھے آپ کے حلقہ ارادت مین شامل ہوئے اور گجرات و دکن و مالوہ وغیرہ کے علماء و فضلا نے اس سلسلہ کو آپ سے حاصل کیا گجرات و دکن مین یہ سلسلہ بہت ترقی پذیر ہوا۔ جب آپ گجرات مین تھے تو شہنشاہ ہمایوں کی طرف سے اس مضمون کا صحیفہ پہونچا۔

ترجمہ خط شہنشاہ ہمایوں

آداب دست بوسی کے بعد عرض یہ ہے کہ قدیر لایزال کی عنایت نے تقدیری دشواریوں سے حضور کی اور جمیع درویشوں کی توجہ اور دعا کی برکت سے بآسانی نکال لیا اور فتنہ انگیز زمانہ کے واقعات سے جو کچھ پیش آیا وہ کوئی آزار خاطر کا باعث اور تیرگی دل کا سبب نہیں ہوا بجز محرومی ملازمت کے ہر دم و ہر قدم پر یہ اندیشہ تہا کہ دیکھا چاہیے کہ وہ دیوزاد لوگ حضور کی ملکوت صفات کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ سے پیش آتے ہونگے جب سنا کہ اس اثنا مین حضور بھی ملک گجرات کو ہجرت فرما گئے تو اس فکر سے

دل نے کسی قدر رہائی پائی اور ہمیشہ ازراہ صدق امیدوار ہوں کہ جس طرح خدائی فضل کے فیض نے آفت کے تنگ وتاریک کوچہ سے نکالکر اندوہ مذکور سے آزاد کیا ہے اسی طرح ظاہری مفارقت سے بھی نجات بخشے گا۔ سبحان اللہ اس حقیقی رہنمائی تلقین کا شکر کسطرح ادا کروں باوجودیکہ اسباب پریشانی کثرت کے ساتھ ہیں کہ ظاہر جسم کو چاروں طرف سے جکڑ لیا ہے مگر سویدائے قلب کی جمعیت اور وحدت میں ایک ذرہ برابر قصور اور فتور پیدا نہیں ہوا ہے قافلہ دعائے خیر کی آمد ورفت ہمیشہ جاری رہنا چاہیئے۔

ترجمہ جواب خط از غوث الاولیا

سلطانی نامہ نامی اور ہمایونی صحیفہ گرامی پہونچا یہاں کے مخلصوں کو زندگانی کی مبارکباددی اور جو اصحاب ملازم رکاب دولت ہیں اُن کی خیر وعافیت بھی معلوم ہوئی جو کچھ اخبار نویس قلم سے لکھا ہے فی نفسہ ایسا ہی ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں۔

مصرعہ "سخنے کز دل بروں آید نشیند لاجرم بردل"۔

خلاصہ کلام یہ کہ خداوند افسر کو واقعات کے غم واندوہ سے خدا کرے پریشانی نہ ہو مصرعہ۔ "در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست" ، جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ کسی اپنے سعادت مند بندہ کو درجہ کمال پر پہنچادے تو جمالی وجلالی دونوں قسم کے اسماء سے اس کی پرورش فرماتا ہے ایک دور جو گذر گیا جمالی تھا۔ اب چند روز دور جلالی کی باری ہے بحکم فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا بہت جلد پھر جمال کی نوبت آئی جاتی ہے کیونکہ قاعدہ عربی سے ایک عسر دو یسر کے درمیان واقع ہوا ہے اور جو بلحاظ کا سطح مسافت کے اعتبار سے محیط کے دائرہ سے کمتر ہوتا ہے لہٰذا عنقریب

شکل مراد ظہور پذیر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ اول بھی آخر بھی ، ، ، ، ، ، ،

آپ کے قیام گجرات کے زمانہ میں کچھ واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں۔ جن کو خواہ مخواہ کا ہنگامہ کہنا موزوں معلوم ہوتا ہے اور ان کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بعض شطحیات یعنی حقایق کو اپنی بلند خیالی کے رنگ میں نہایت واضح الفاظ میں بیان کردیا تھا۔ جن کا سمجھنا عوام کے فہم سے بالاتر تھا اور وہ لوگ نافہمی کی بناپر اس قدر مخالفت پر آمادہ ہوئے کہ علماء وفضلا اور خاص سلطان وقت کو بھی شامل ہونا ضروری ہوگیا۔

اصل میں آپ کی مخالفت کی ابتدا سوری سلطنت سے ہوئی جیسا کہ ہمایوں بادشاہ کے خط سے بھی ظاہر ہوتا ہے اسی مخالفت کا سلسلہ گجرات میں بھی رہا نوبت یہاں تک پہونچی کہ آپ کے قتل کا محضر طیار ہوگیا۔ اور چند علماء نے فتوے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا بادشاہ نے علامہ حضرت شاہ وجیہ الحق والدین کی مہر نہ دیکھی تو دریافت کیا کہ اس پر حضرت کی مہر کیوں نہیں اور اس فتوی کو آپ کے پاس روانہ فرمادیا۔ آپ نے فتویٰ دیکھکر پھاڑ ڈالا اور ان علماء کو جواب دیا کہ ہم اہل قال ہیں اور شیخ اہل حال ہمارا فہم ان کی باتوں تک نہیں پہونچ سکتا۔

حضرت کی یہ بات سنتے ہی سب لوگ بلکہ امراو حکام تک معتقد ہوگئے چنانچہ مولانا علی شیر بنگالی اپنی کتاب نزہتہ الارواح کے دیباچہ میں تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت غوث الاولیا آسودگان دہلی کی زیارت کے واسطے

دہلی تشریف لائے تھے اُس وقت آپ کی بیعت سے مشرف ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ اور جب آپ کو گجرات کا سفر پیش آیا تو ہمراہ تھا احمد آباد کے بعض کوتہ اندیش عالم اور چھوٹی نظر والے خرقہ پوش آپ کے ساتھ دشمنی کا بہانا ڈھونڈھنے لگے اور نادانستہ و نافہمیدہ باتیں آپ کے متعلق کہنے لگے (ملخصًا اذکار ابرار)

الغرض جن لوگوں نے آپ کی وجدانی باتوں پر زبان اعتراض کھولی تھی ان کو علامہ شاہ وجیہ الدین گجراتی اور شیخ حمید لاری وغیرہ علماء نے ان اعتراضوں کی دراز نفسیاں رد کی تھیں۔

چونکہ سربرآوردہ علما و فضلا آپ کے ہمنوا و موافق ہو چکے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی صداقت زیادہ سے زیادہ تر ظاہر ہوتی گئی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اور جو لوگ چاند پر خاک ڈالنا چاہتے تھے خود ان کے سر پر پڑی۔ تقریبًا اٹھارہ سال آپ گجرات میں مختلف مقامات پر رہے جن میں قابل تذکرہ چاپانیر بھروچ احمد آباد ہیں۔ احمد آباد میں ایک مسجد و خانقاہ بھی تعمیر کی تھی مسجد کے اتمام کی تاریخ یہ ہے۔

حضرت غوث جہاں شیخ محمد خطیر	مظہر اسرار حق معدن سرہدیٰ
کعبۂ صدق و صفا قبلۂ اہل فیوض	ساخت چون بہر خدا مسجد حاجت روا
مسجد ضو بخش در دل عباد از ان	سال بنا الیش بگو مسجد اہل ضیا

سنہ ۹۶۳ھ

اذکار ابرار میں تحریر ہے کہ عبد المقتدر ربنانی نے اپنے چھوٹے بھائی کو غوثیہ خانقاہ میں معتقدانہ طور پر اس غرض سے بھیجا کہ ہمیشہ حاضر ہو کر غوث الاولیا

کے اقوال و افعال سے ایسے معاملات اخذ کرے جن پر انگشت اعتراض رکھی جا سکے اور وہ معاملات اپنے بزرگوں کو پہونچائے تاکہ اس جماعت کو نکتہ چینی کا سرمایہ فراہم ہو سکتے ہیں۔

اس متجسس نے ایک روز عرض کیا یہ کمترین مریداں چند مدت سے تلقین کا امیدوار ہے جواب ملا کہ مقصود سلوک کی ترقی ہے انشاء اللہ جو سکھیا فقرا کے لنگر سے تم کھاتے ہو یہی تلقین کا اثر پیدا کریگا۔

بالآخر چند روز بعد اس کو قوی جذبہ پیدا ہوا اور اس کی آنکھ حقیقت بین ہو گئی چنانچہ تمام حالات میں اور تمام مقامات میں یہ بات اسکے ورد زبان تھی کہ جب منافق کا یہ حال ہے تو اس شخص کا کیا کہنا ہے جو اخلاص کے ساتھ اپنا سر اس کامل بزرگوار کے آستانہ پر رکھے۔ **بیت**

دعوئے زہد تو آن روز مسلم دارم　　　که روئے بر سر آن کوچه ہشیار آئی

آپ نے جس کسی کو قبول کر لیا۔ اس کے سر کی اور نیز دل کی آنکھوں کو مشاہدہ اور معائنہ کا نور حاصل ہو گیا۔ اور ان میں حقیقت بینی کی قوت آگئی۔ یہانتک آپ کا بے انتہا فیض پہونچا کہ کیا ہند کیا سندہ سب شہروں میں آپ کی عارف و فاضل اولاد اور رہنما خلفا پہونچے اور ان کی برکت سے خلا محال ہو گیا خصوصًا ولایت گجرات و دکن اور خاندیس و مالوہ میں بے شمار حضرات ملازمت سے مشرف ہوئے۔ جنکی ایک مجمل فہرست یہ ہے۔

حضرت شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ بدہا جانشین گوالیر قدس سرہٗ۔ حضرت شیخ نور الدین ضیاء اللہ قدس سرہٗ حضرت شاہ اویس قدس سرہٗ حضرت شاہ اسمٰعیل

قدس سرہٗ فرزندان حضرت شاہ محمد غوث گوالیری قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ حضرت راجی مصطفےٰ داماد حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ۔

قدوۃ السالکین علامہ حضرت شاہ وجیہ الدین احمد آبادی قدس سرہٗ حضرت مولانا علی شیر بنگالی قدس سرہٗ۔ حضرت مولانا عبد الحمید لاری قدس سرہٗ حضرت عبد اللہ صوفی قدس سرہٗ حضرت لشکر محمد عارف باللہ قدس سرہٗ۔ حضرت قاضی سراج محمد بنیانی قدس سرہٗ حضرت شاہ عبد القادر گنج سوائی قدس سرہٗ حضرت شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر قدس سرہٗ حضرت شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی قدس سرہٗ حضرت شیخ مبارک عالم قدس سرہٗ حضرت شیخ جیوا عبد الحی قدس سرہٗ حضرت شیخ شمس الدین شیرازی زندہ دل قدس سرہٗ حضرت شاہ منجھن قدس سرہٗ حضرت مولانا ولی محمد قدس سرہٗ حضرت مولانا ودود اللہ قدس سرہٗ حضرت شیخ احمد متوکل قدس سرہٗ حضرت شیخ اکمل الدین قدس سرہٗ حضرت شیخ محمد عاشق قدس سرہٗ حضرت شیخ عالم قدس سرہٗ حضرت مولانا عبد الفتاح ناگوری قدس سرہٗ حضرت شیخ جلال واصل قدس سرہٗ حضرت شیخ محمد جمالی قدس سرہٗ حضرت شیخ حبیب شطاری قدس سرہٗ حضرت شیخ عمر دانشمند قدس سرہٗ حضرت سید کالے شاہ شطاری قدس سرہٗ حضرت شیخ نور محمد خلیل چاپانیری قدس سرہٗ حضرت سید شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ۔

یہ حضرت اپنے وقت کے بلند پایہ علما و فضلا میں ممتاز تھے اور بجائے خود ہر فرد صاحب سلسلہ و رہنمائے طریقت و صاحب تصنیف تھا ان کے

انفاس متبرکہ گجرات و دکن و مالوہ خصوصیت سے فیضیاب ہوا۔ اگر ان کا تذکرہ بھی لکھا جائے تو ایک ضخیم دفتر کی ضرورت ہے اور اس رسالہ کے اختصار سے ناموزون۔

شیخ جمال محبوب اللہ۔ خواجہ معین الدین خراباتی۔ شیخ ناصر قتال۔

شیخ نور طیفانی	شیخ نعمت اللہ صوفی	شیخ قاضی شطاری
شیخ احمد دانا	شیخ احمد سیاح	خواجہ عالم حاجی
شیخ جلال عبد القاہر	شیخ فرید سوختہ	شیخ مبارک مجذوب
شیخ محمد ماہ عاشق	شیخ عطاء اللہ کنج نشین	شیخ داؤد موحد
شیخ حسن صاحب دعوت	شیخ سیف الدین سیف اللہ	شیخ ارزانی شاہ ید اللہ
شیخ جیا اہل اللہ	شیخ ابو الخیر خراسانی	سید فتوح ماور النہری
شیخ ناظر فیاض	شیخ تاج الدین	سید مبارک صوفی
سید احمد عاشق	شیخ سعد اللہ	شیخ غوث نارنول
سید ابراہیم	شیخ شرف الدین زندہ دل	شیخ حسین محمد ترمذی
شیخ برہان الدین	شیخ عبد اللطیف	شیخ اللہ بخش چشتی
علامہ سید محمود محقق	شیخ محمود جلال	شیخ مبارک دانشمند
شیخ کمال شاعر	شیخ نظام الدین نارنولی	شیخ پیر جیو شطاری
شیخ ابراہیم سندھی	شیخ محی الدین	شیخ علی جی بھکری
شیخ حسن بنگالی	شیخ بہاؤ الدین	شیخ آمین الدین
شیخ وجیہ الدین صوفی	شیخ جمال دانشمند	شیخ جلال ابن طیب
شیخ حاجی حسن دکنی	ملا قایم	سید ضیا کنتوری

ملک شریف	شیخ نظامی گنجوی	شاہ زند بخاری
شیخ آمین محمد	شیخ پیر محمد	شیخ محمد جونپوری
شیخ عطا محمد	شیخ علی دلکشا	شیخ ابوالفتاح بنگالی
شیخ ابراہیم بنگالی	شیخ ابو جنید ابراہیم اوچی	میاں عبدالشکور
شیخ اللہ داد بہاری	شیخ حسن گویا	شیخ بایزید مجذوب
نجم الدین مجذوب	سید رضی ابن سید صفی حسینی	شیخ یعقوب صدیقی احمد آبادی

شیخ ماکھو قدس اللہ العزیز اسرارہم

یہ سب اپنے زمانہ کے مشائخین و عارفین میں شمار ہوتے ہیں۔ اور انکی ذات سے شطاری سلسلہ کو نہایت فروغ حاصل ہوا ہے۔

ان کے علاوہ بھی آپ کے خلفا اور بے شمار کامل مرید تھے جن کی تعداد بقول مصنف مناقب غوثیہ بے شمار تھی جن کا کوئی پایاں نہیں اوراد غوثیہ میں آپ نے اپنی خلافت کی جملہ سندوں کا ذکر کیا ہے اور شجرہ بھی تحریر کئے ہیں لیکن آپ کی شہرت شطاری سلسلہ سے ہے اس واسطے یہاں صرف شطاری شجرہ تحریر کیا گیا ہے۔

شجرۂ پیرانِ شطاریہ عشقیہ قدس اللہ اسرارہم

سلطان العالمین شیخ الکاملین حضرت شیخ سید حمید الدین عرف شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس اللہ سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت شیخ قاضن شطاری قدس اللہ سرہٗ العزیز

نسبت الیشان بحضرت شاہ عبداللہ شطار قدس اللہ سرہٗ العزیز۔
نسبت الیشان بحضرت شیخ محمد عارف قدس اللہ سرہ العزیز
نسبت الیشان بحضرت شیخ محمد عاشق قدس اللہ سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت شیخ خدا قلی ماورالنہری قدس اللہ سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس اللہ سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت ابوالمظفر مولانا ترک طوسی قدس اللہ سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت الیشان بحضرت خواجہ اعز عشقی قدس اللہ سرہ العزیز
نسبت الیشان بحضرت خواجہ محمد مغربی قدس اللہ سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ العزیز
نسبت الیشان بحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نسبت الیشان بحضرت امام محمد باقر علیہ السلام
نسبت الیشان بحضرت امام زین العابدین علیہ السلام۔
نسبت بحضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام شہید کربلا
نسبت الیشان بحضرت امیر المومنین شاہ مردان علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔
نسبت الیشان بحضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائما ابداً

اس کے علاوہ چشتی فردوسی۔ سہروردی قادری طیفوری۔ مداری خلوتی موحد ربانی وغیرہ سلاسل کے شجرہ بھی آپ نے تحریر کئے ہیں۔

صاحب گلزار ابرار (اردو ترجمہ اذکار ابرار) لکھتے ہیں کہ شطاریہ خانوادہ کے سر دفتر راس الواصلین رئیس المحققین قطب عصر مرشد زمان عارف جہاں حضرت خواجہ

بایزید بسطامی قدس سرہٗ ہیں۔ جو اصحاب مشرب عشقیہ رکھتے ہیں یہ دوسرے مشہور مشربوں کے مقابل فنا و بقا کے درجات صدق و صفا کے منازل مبدا و معاد کے ابتدائی مقامات پر نظر کر کے اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُوْلٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے زمرہ مین داخل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ تلوین و تمکین احتجاب و انکشاف قبض و بسط منع و عطا ہست و نیست تنہائی و ہمراہی کنج و میدان خموشی و گویائی۔

غرضکہ تمام حالات اور اوصاف جو باہم متقابل اور ضد یکدیگر ہیں ان کو پہونچنا داخل کمال اسمائی ہے جس کو کمال ذاتی کہنا ناموزوں نہیں یہ حالات و اوصاف اس حداہل گروہ کی نظر میں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس طریقہ کے سالک اور وابستگان حلقہ شمار سے زیادہ ہیں کسی حال مین اور کسی مقام میں دو آن بھی علی الاتصال پابند ہو کر نہیں رہتے ہیں بلکہ ہر لحظہ اور ہر دم جدید شان کے ساتھ اوقات کا زندہ رکھنا اور اس کے ذریعہ سے شہر زندگی کو آرائش دینا یہ خاصہ اس طریقہ کے پیروں کا ہے

نیز اس مشرب کے بعض اکابر یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو اولیاء اللہ بار جسم سے سبکدوش ہو چکے ہیں ان کی روح سے یہ گروہ فیض حاصل کرتا ہے اور پرورش پاتا ہے بدون اس کے کہ جسمانی مصاحبت و ملازمت کرے چونکہ یہ گروہ عالم مرکبات کو طے کر کے مجردات کے عالم میں معنوی سرعت کے ساتھ جاتا ہے اس سبب سے اس گروہ کو شطاریہ لقب دیا گیا ہے۔ عراق و عرب عجم و ایران مین جو فروغ محمدی پہونچا ہوا ہے۔ یہ اسی سلسلہ کے مشائخ کی برکات سے پہونچا ہے۔

اسی سبب سے اس سلسلہ کو ایران و توران مین عشقیہ اور روم مین بسطامیہ کہتے ہیں ان بزرگوار مین سے جس شخص نے اپنی ہدایت سے ہند کے تیرہ و تاریک مکان

کو اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا نور آباد بنایا وہ شاہ عبداللہ شطاری ابن حسام الدین عبداللہ ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جلال الدین حماد ابن عمر المعروف بہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الحق والدین سہروردی کی ذات ستودہ صفات ہے۔ جو بعہد سلطان غیاث الدین خلجی شاہ مالوہ ایران سے ہندوستان تشریف لائے اور طالبین کو ان کی استعداد کے مطابق تلقین فرماتے ہوئے سنہ ۹۰۰ھ میں واصل بحق ہوئے مزار مبارک منڈو مالوہ میں ہے آپ کے بعد چند واسطے سے خرقہ خلافت حضرت شاہ محمد غوث گوالیری کو پہونچا۔ جنہون نے اس بہشت نما انجمن کو طرح طرح کی معرفتیں اور حقیقتین بیان کر کے نئی وضع کی انجمن بنایا۔

چنانچہ ہندوستان مین آپ اس سلسلہ کے مقتدا و پیشوا مانے گئے ہیں۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" مین لکھتے ہیں کہ فی الحقیقت شیخ محمد غوث گوالیری سے پہلے کچھ اس طریق کی شہرت نہ تھی۔ ہندوستان مین جو پہلے ہوا وہ حضرت شاہ عبداللہ شطاری سے ہوا اور جس نے پہلے یہ طریقہ جاری کیا وہ خدا قلی ماوراء النہری ہیں۔

الغرض اس سلسلہ سے بہت سے باکمال مشائخ و فضلا نکلے جن کے انفاس متبرکہ سے ہزارہا لوگ فیضیاب ہوئے بقول مولانا عبدالحی مرحوم مصنف یاد ایام شیخ صبغۃ اللہ بھروچی اس کو لیکر مدینہ طیبہ پہونچے اور بڑے بڑے مشائخ مدینہ نے اُن سے اس کو حاصل کیا۔ آپ علامہ حضرت شاہ

وجیہ الدین گجراتی کے اجل خلفا میں شمار ہوتے ہیں۔

اسی طرح شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ اجل مولانا شیخ عیسی جند اللہ تھے جو تمام علوم و فنون مین علامہ اور حدیث شریف میں فرد فرید تھے وہ بھی اسی سلسلہ کے علم بردار تھے۔ ان کے فیض تربیت سے ایسے ایسے باکمال مشائخ نکلے جو عرصہ دراز تک ہندوستان کے باشندوں کو مستفیض فرماتے رہے

آپ کی تصنیفات بعض شائع شدہ ہین بعض غیر مطبوعہ جنکی فہرست یہ ہی

جواہر خمسہ جواہر خمسہ ضخیم کتاب ہے اور مشائخین و عاملین کے واسطے مخصوص پہلے جوہر مین عبادت کے طریقہ بیان کئے ہیں۔ نماز روزہ ادعیہ ماثورہ وغیرہ کا بیان کرتے ہوئے ہر ماہ اور ہفتہ کے دن اور اس کی راتوں کا بیان کیا ہی کہ اس کا عامل اولیائے کرام کے مرتبہ پر فائز ہو کر ابرار کا درجہ پاتا ہے۔ دوسرے جوہر میں زہد و تقویٰ کا بیان ہے اور سالک کو جو خطرہ پیدا ہوتے ہیں ان کی شناخت اور ان کے روکنے کا طریقہ بیان کیا ہے اس درجہ والا آخیار مین شمار ہوتا ہے تیسرے جوہر مین اسمائے اعظم اور ادعیہ ماثورہ و احزاب اور چلہ کشی و دعوت وغیرہ کے طریقے بیان کئے ہیں۔

اس کے عامل کو ظاہری و باطنی تصرف کی قوت حاصل ہوتی ہے اور اسرار الٰہی کا انکشاف ہو کر علم الیقین عین الیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور اس کے بعد چوتھے جوہر مین مشرب شطار کی محرمیت سے آگاہی بخشی گئی ہے اور اذکار کی قسمیں نہایت واضح انداز میں بیان کی ہیں کہ اس کا عامل حقیقتاً صوفی کہلانے کا

مستحق ہوتا ہے اور پانچوین جوہر میں اشغال کا بیان کیا ہے جن کے کرنے سے انسان وارث حق کا خطاب پاتا ہے۔ سب جوہروں سے زیادہ روحانیت اس مین پائی جاتی ہے بلکہ مغز جواہر صرف آخر جوہر ہے دوسری کتاب

اوراد غوثیہ ہے اس مین آپکی خلافت کی سندین اور مکاشفات ہیں اور مختصر طریقہ سے کچھ اوراد بھی لکھے ہیں۔

کلید مخازن عجیب و غریب کتاب ہے عالم علوی و سفلی اور مبداء و معاد کی حقیقت کشفی تحقیق اور صوفیہ مشرب کے رنگ میں بیان کی ہے

یہ کتاب میر عبد الاول دولت آبادی کے مطالعہ مین آئی آپ اپنے زمانہ کے محقق علما مین شمار ہوتے تھے کتاب دیکھکر حضرت غوث الاولیا سے ایک تقریب بیان کیا کہ علم حکمت و ہیئتہ کے چند مشکل مسایل اس کے مطالعہ سے بہت جلد حل ہو گئے عجیب و نادر کتاب ہے۔

ضمایر و بصائر۔ اس میں علم تصوف کے مسائل و حقایق کا بیان کیا ہے۔

بحر الحیوۃ سنسکرت زبان مین جوگی و سنیاسی لوگوں کے اطوار و اشغال کے طریقے آپنے اسلامی تصوف کے رنگ مین فارسی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے محقق صوفیا کے طرز پر ترتیب دئے ہیں اہل باطن کے واسطے یہ کتاب خوب ہے۔

کنز الوحدۃ:۔ کنز الوحدۃ میں توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا بیان ہے مذکورہ کتب کے علاوہ بھی اور کتابیں آپ کی تصنیف سے ہیں جواہر شبعہ [9] رسالہ صغیر [10] شرح نوزنامہ۔ رفیع [11] الدرجات۔ سبیل [12] المحققین و المجذوبین حسن [13] الاخلاق۔

۹۶۶ھ مین آپ گجرات سے اگرہ تشریف لے گئے۔ شہنشاہ اکبر معتقدانہ مراسم استقبال بجالایا۔ بیرم خانخانان کا دور تھا اور صدالصدور وغیرہ بعض علما کا بیرم خان پر بہت اثر تھا وہ لوگ آپ سے حسد ونفاق سے پیش آئے اور خانخانان بھی اپنی عادت کے خلاف اس طرح پیش آیا کہ اس کی شان کو زیب نہ دیتا تھا۔

آپ اگرہ سے گوالیر تشریف لے گئے اسی ۹۶۶ھ میں شہنشاہ اکبر شکار کھیلتے ہوئے گوالیر پہونچے اور قلعہ کی سیر کرتے ہوئے حضرت کی خانقاہ پر پہونچے اور سلکِ ارادت مین شامل ہوئے درویشی تبرکات بھی پائے اور گجرات کے چند تحائف جو بادشاہ کی پسند خاطر ہوئے آپ نے پیش کئے۔

آپ نے ایک مسجد اور خانقاہ گوالیر مین تعمیر کی اوراد غوثیہ مین آپ نے تحریر کیا ہے کہ جب گجرات کا سفر پیش آیا تو فقیر کی عمر چالیس ۴۰ سال کی تھی اور سنیتالیس ۴۷ سال کی عمر میں یہ رسالہ تصنیف کیا اور اپنی ولادت کی تاریخ ۱۰ رجب ۹۰۰ھ تحریر کی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت وصال آپ کی عمر ترسیٹھ ۶۳ سال دو ماہ ۷ یوم کی تھی یعنی ۱۴ رمضان ۹۷۰ھ میں بمقام اگرہ آپنے رحلت کی اور لاش مبارک گوالیر میں پہونچائی گئی وہاں پر آپ کے روضہ پر عالی شان عمارت بنائی گئی۔ جس کو شہنشاہ اکبر کے عہد میں آپ کے فرزند حضرت شاہ عبداللہ نے بنوایا مصارف روضہ و مدد معاش کی خاطر مولانا ذکاءاللہ مرحوم اپنی تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں کہ پانچ لاکھ روپیہ کی جاگیر مقرر تھی۔

آپ نحیف البدن ضعیف الجسم تھے خندہ روئی سے ہر شخص سے گفتگو کرتے بلکہ آنیوالے کی تعظیم و توقیر اور خیر مقدم کو آپ کھڑے ہو جاتے تھے ہر شخص آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ مجلس کی رونق قال اللہ قال الرسول کے ذکر سے تھی محفل سماع بھی منعقد ہوا کرتی تھی جسمین معرفت کی غزلیں وغیرہ گائی جاتی تھین۔ عام و خاص آپ کے ولی معتقد تھے۔ شاہان زمانہ بھی اپنے کامون مین آپ سے رجوع کرتے رہتے تھے۔

گجرات بنگالہ۔ دہلی اور دکن و مالوہ کے نامی گرامی علما ومشائخ آپ کے دامن وسیع سے وابستہ تھے۔ آپ چودہ سلاسل کے مقتدا و پیشوا مانے جاتے ہیں۔ باطنی تربیت حضرت غوث الاعظم کی روح پرفتوح سے پاکر غوثیت اور قطبیت کے مرتبہ پر پہونچے تھے۔

مشہور ہے کہ لفظ من زبان سے ادا نہیں کرتے تھے یہانتک کہ اگر کسی شخص کو کوئی وزنی شئے دلوانا ہوتی تو فرماتے کہ بوزن میم و نون اتنی شے اس کو دیدو۔ خود کو ہمیشہ فقیر کہکر خطاب کرتے الغرض آپ خاص و عام کے ہر دلعزیز تھے۔ اگر کہیں باہر تشریف لیجاتے تو لوگ تعظیماً کھڑے ہوتے۔

تاریخ وصال

سید الاولیا محمد غوث
آنکہ از حق خطاب او شد غوث
اہل شطار را ازو رونق

سند الاتقیا محمد غوث
قطب دنیا و دین محمد غوث
تاقیامت بلطف حضرت حق

گرد اورا بلطف سبحانی — تربیت روح غوث جیلانی

مرشد معنیش بصد امداد — ہست روح شہنشہ بغداد

رہنما شد بالطاف کمال — جانب وغوث جلال و جمال

مرشد چاردہ سلاسل اوست — ہمہ را شیخ کامل اوست

اختر برج چرخ لم یزلیست — گوہر درج قلزم ازلیست

جد عالی او بہ نیشاپور — نعمت و فیض داد رونق و نور

عمدۂ آل مرتضیٰ و بتول — بود در دہر ذات او مقبول

از مہ صوم بود چہار دہم — کہ گذشت از زمانہ غوث امم

سال نقلش بہ نعیمہ رضوان — غوث بے لوث زد رقم برخوان

مرقدش در گوالیار آمد — در دو عالم خداش یار آمد

ذات او بود محو ذات خدا — قدس اللہ سرہ ابدا ۹۷۰ھ

غوث بے لوث ۹۷۰ھ

شیخ دوران غوث انس و جان محمد غوث را — شد بسال نہصد و ہفتاد در جنت خرام

عرس او خواہی بدل کن یاد این مصرع را — نیم شب از جمعہ بود و نصف از ماہ صیام

آپ کے وصال کے بعد شہنشاہ اکبر و جہانگیر نے آپ کے فرزندوں سے ہمیشہ حسن سلوک و نیازمندانہ برتاو جاری رکھا اور ان کی عزت و توقیر میں کوئی کمی نہ کی بلکہ بہت کچھ عنایات و التفات فرماتے رہے آپ کے فرزند حضرت نور الدین عرف ضیاء اللہ صاحب شاہ کے ہمراہ سفر مین بھی رہتے تھے

ایک مرتبہ پنجاب مین بادشاہ نے خاص طور سے آپ کو یاد کیا اور جب علامہ ابو الفضل کے خط سے آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ آگرہ سے لاہور تشریف لے گئے شاہ آپ کی آمد سے نہایت خوش ہوا۔ جب آپ آگرہ تشریف لے گئے شہنشاہ اکبر چند مصاحب کے ہمراہ ملاقات کے واسطے آیا اور اپنے چار ایوان خاص محل امین ٹہرایا۔ اسی طرح آپ کے دوسرے فرزند شاہ عبد اللہ صاحب نے چاہا تھا کہ گوشہ نشینی اختیار کرون مگر شاہ نے منظور نکیا۔

لہذا تیس چالیس سال بادشاہ کے ہمراہ اولیائے دولت میں شامل رہے ایکمرتبہ شہنشاہ اکبر نے مرزا شاہرخ والی بدخشان کے پاس آپ کو سفیر بناکر روانہ کیا اور آپ نے وکالت کے تمام امور بحسن و خوبی انجام کو پہونچائے۔ وہاں کے علماء و فضلا سے دلچسپ مکالمہ اور صحبتین رہیں آخر عمر میں شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں آپ نے شاہ سے التماس کی کہ اگر سلطانی اجازت ہو تو آخر عمر مین گوشہ نشین ہو کر یکسوئی اختیار کروں بادشاہ نے قبولیت کا شرف بخشا۔

جب شہنشاہ جہانگیر احمد آباد گجرات آیا تو آپ کے تیسرے فرزند شاہ اسمعیل کو خلعت و جاگیر وغیرہ عطا کی اور قیام تک خصوصیت سے اپنے ہمراہ رکھا۔

گوالیار مین آپ کا عرس ۱۴ رمضان کو ہوتا ہے لیکن ہر بارش کے موسم میں ساون مہینہ مین روضہ پر ایک میلہ لگتا ہے جسمین ہزارہا ہندو مسلمان شامل ہوتے ہیں۔ اب سے قبل روضہ کے مصارف و عرس کی خاطر جاگیر مقرر تھی فی الحال روضہ کی مرمت و روشنی وغیرہ ریاست کی طرف سے ہوتی رہتی ہے تاہم زیادہ توجہ کی ضرورت ہی چونکہ یہ ہندوستان کی قابل دید عمارات مین شمار ہوتی ہے اس واسطے اس کا جتنا بھی خیال کیا جائے کم ہے،

کاش ریاست کچھ توجہ سے کام لے کہ اس کی رونق باقی رہے۔ فی الحال آپکی اولاد گوالیار احمد آباد بھوپال میں سکونت پذیر ہے۔

تمت

اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ فارسی زبان مین محترمی و معظمی جناب سجادہ نشین صاحب افضل المحققین اکمل العارفین حضرت شاہ وجیہ الدین العلوی گجراتی قدس سرہٗ کے یہان موجود تھا۔ آجتک اس کی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ قلمی نسخے بھی صرف چند ہی ہو نگے رسالہ دیکھکر خیال ہوا کہ اگر اس کا اُردو ترجمہ شائع کر دیا جائے تو عام و خاص آپ کی مختصر سوانح سے واقف ہو سکین گے۔ مؤلف نے سنہ ۹۴۱ھ تک حالات تحریر کئے تھے۔ اس کے بعد جو واقعات معلوم ہوئے۔ وہ معتبر کتب سے اخذ کر کے رسالہ کے آخر میں اضافہ کر دئے ہیں۔ جس سے آپ کی تصانیف و خلفاء کا بیان اور آپکی زندگی کے چند واقعات وصال تک معلوم ہو سکتے ہیں۔

امید ہے کہ اہل سلسلہ اور شائقین حضرات رسالہ دیکھ راقم کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

مارچ سنہ ۱۹۳۳ء
احمد آباد

راقم
محمد ظہیر الحق

Murid Khanqah Qadariyah Shattariya
Khirala Sharif Madhya Pradesh India

jawahirshattari@gmail.com